اُردو قواعد و اِنشا پردازی

برائے ششم تا ہشتم

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

مصنّفہ: مسز شگفتہ صغیر ترمذی

ایم اے اُردو، ایم اے فارسی، ایم فل اقبالیات

ماہر مضمون (پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور)

آرٹ ورک و لے آؤٹ ڈیزائننگ:

- مسز انجم ممتاز (سینئر آرٹسٹ)
- اِرحان احمد
- زاہد الیاس
- محمد اعظم

ڈائریکٹر (انسانیات): مسز شاہدہ جاوید

فہرست

عنوان	صفحہ
۱۔حروف	1
حروف کی اقسام	
۲۔اسم	7
اسم کی اقسام	
۳۔اسم معرفہ کی اقسام	10
۴۔اسم نکرہ کی اقسام	17
۵۔مصدر اور مشتق	30
۶۔اسم کی اقسام (جنس کے لحاظ سے)	32
مذکّر، مؤنث	
۷۔اسم کی اقسام (تعداد کے لحاظ سے)	37
واحد، جمع	
۸۔فعل	42
فعل کی اقسام (زمانے کے لحاظ سے)	
فعل ماضی	
فعل حال	
فعل مستقبل	
فعل مضارع	
فعل امر	
فعل نہی	
۹۔ لغت کا استعمال	48
۱۰۔ضرب الامثال / کہاوتیں	50
۱۱۔افعال کی اقسام (بلحاظ فاعل)	53
۱۲۔رموزِ اوقاف	55
۱۳۔متشابہ الفاظ	59
۱۴۔مترادف الفاظ	63
۱۵۔متضاد الفاظ	69
۱۶۔سابقے لاحقے	76
۱۷۔تلفظ اور اعراب	80
۱۸۔روزمرّہ اور محاورات	84
۱۹۔غلط جملوں کی درستی	97
۲۰۔درخواستیں	101
دوبارہ داخلے کی درخواست	
پوسٹ ماسٹر کے نام درخواست	
درخواست برائے حصولِ کتب	
۲۱۔خطوط	106
بھائی جان کے نام خط	
والد صاحب کے نام خط	
دوست کے نام خط	
بڑی بہن کے نام خط	
چھوٹے بھائی کے نام خط	
والدہ صاحبہ کے نام خط	
۲۲۔کہانیاں	114
ایمانداری کا صلہ	
اتفاق میں برکت	
فاختہ اور چیونٹی	
تین لالچی دوست	
جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے	
سچ کی برکت	
محنت کا پھل	
غرور کا سر نیچا	
۲۳۔مضامین	124
وقت کی پابندی	
ٹیلی وژن	
میرا پسندیدہ کھیل	
ایک کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال	
تندرستی ہزار نعمت ہے	
عیدالفطر	
قائداعظم محمد علی جناحؒ	
ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ	
میرا بہترین دوست	
ورزش کے فوائد	
علم کے فائدے	
سائنس کے کرشمے	
کمپیوٹر (ایک حیرت انگیز ایجاد)	
لاہور کی میٹرو بس	
صبح و شام سیر کی عادت	
تاریخی مقام کی سیر	

حروف

حرف وہ کلمہ ہے، جو کسی اسم یا فعل کو ظاہر نہ کرے بلکہ اسم کو اسم سے ملانے یا اسم کو فعل سے ملانے کے لیے استعمال کیا جائے اور یہ اکیلا کوئی معنی ظاہر نہیں کرتا مثلاً ''میں، سے اور، کو''۔ حرف کی جمع حروف ہے۔

حروف کی اقسام

اُردو زبان میں حروف کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) حروفِ جار:

وہ حروف جو کسی اسم کو فعل کے ساتھ ملائیں ''حروفِ جار'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- کتابیں اور کاپیاں میز پر رکھ دو۔
- وہ جماعت ششم میں پڑھتا ہے۔

اس مثال میں ''پر'' اور ''میں'' حروفِ جار ہیں۔

(۲) حروفِ اضافت:

یہ حروف دو اسموں کے باہمی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً:

- خالدہ کی ماں
- فاطمہ کا رومال
- درخت کے پتے
- ارشد کی کتابیں

مندرجہ بالا مثالوں میں ''کی، کے، کا'' حروفِ اضافت ہیں۔

(۳) حروفِ عطف:

وہ حروف جو دو اسموں یا دو جملوں کو ملانے کا کام کرتے ہیں ''حروفِ عطف'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- شب و روز
- ثمینہ اور کوثر

- تم فیصل آباد جا رہے تھے پھر واپس آ گئے۔
- تم بھی مجھے جھوٹا کہہ رہے ہو۔

مندرجہ بالا جملوں میں ''وَ'' اور ''پھر'' اور ''بھی'' حروفِ عطف ہیں۔

اہم نکتہ

''وَ'' صرف فارسی اور عربی کے الفاظ کو ملاتا ہے۔ اگر ایک لفظ ہندی اور دوسرا عربی یا فارسی ہو تو حرفِ عطف ''وَ'' استعمال نہیں ہو سکتا اس لیے چیخ و پکار اور دن و رات، غلط مرکبات ہیں۔

(۴) حروفِ ندا:

وہ حروف، جو کسی کو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں مثلاً:

- یا اللہ! ہم پر رحم فرما۔
- ارے بھائی! اِدھر تو آؤ۔

حروفِ ندا

''اے بھائی!، یا اللہ!، ارے احمق!، ارے بھائی!'' چناں چہ ''اے، یا، ارے، اجی، اوُ'' وغیرہ ''حروفِ ندا'' ہیں۔

(۵) حروفِ استفہام:

وہ حروف، جو کوئی بات پوچھنے کے لیے بولے جائیں، ''حروفِ استفہام'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- تم کب لاہور جاؤ گے؟
- کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

حروفِ استفہام

کیا، کیوں، کیسے، کون، کیوں کر، کس طرح، کیسا، کس لیے، کس قدر، کتنا۔

ان جملوں میں ''کب'' اور ''کیا'' حروفِ استفہام ہیں۔ یہ تمام ایسے الفاظ ہیں جو سوال پوچھنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

(۶) حروفِ تشبیہ:

وہ حروف، جو کسی دوسری چیز کے مانند قرار دینے میں استعمال ہوتے ہیں۔

حروفِ تشبیہ

''جُوں، مثال، مثل، جیسا، صورت، بعینہٖ، ہو بہو، مانند اور طرح'' حروفِ تشبیہ ہیں۔

(۷) حروفِ نفرین:

نفرت کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ ''حروفِ نفرین'' کہلاتے ہیں مثلاً:

حروفِ نفرین

تُف، نفرین، لعنت، تھوتھو، اخ تھو۔

(۸) حروفِ انبساط:

یہ الفاظ خوشی اور مسّرت کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔

حروفِ انبساط

سبحان اللہ، الحمد للہ، ماشاءاللہ، ہائے، آہا۔

(۹) حروفِ تحسین:

یہ حروف کسی کام کی اچھائی پر خراجِ تحسین ادا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

حروفِ تحسین

''واہ واہ، واہ رے، شاباش، ماشاءاللہ، جزاک اللہ، سبحان اللہ، خوب، آفرین''۔

(۱۰) حروفِ تاکید:

وہ حروف جو تاکید یا کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوں۔

حروفِ تاکید

''ضرور، سراسر، سبھی، ہرگز، مطلق، بالکل، زنہار''

''حروفِ تاکید'' کہلاتے ہیں۔

(۱۱) حروفِ تاسّف:

یہ حروف تاسّف، غم اور افسوس کے مواقع پر استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً:

حروفِ تاسّف

حیف، صد حیف، افسوس، صد افسوس، ہائے ہائے، ہائے، آہ، حسرت۔

(۱۲) حروفِ استدراک:

کسی شبہ کو دور کرنے اور کلام میں فہم و ادراک پیدا کرنے کے لیے جو حروف استعمال کیے جاتے ہیں، اُنھیں ''حروفِ استدراک'' کہتے ہیں۔

حروفِ استدراک

''لیکن، الا، مگر، ہاں، و لے، البتہ''۔

(۱۳) حروفِ ایجاب:

وہ حروف جو کسی بات کے اقرار یا قبول کرنے کے لیے استعمال ہوں مثلاً:

حروفِ ایجاب

جی، جی ہاں، بے شک، بجا، واقعی، اچھا، بہتر، درست

''حروفِ ایجاب'' ہیں۔

(۱۴) حروفِ استثنا:

وہ الفاظ جو ایک چیز کو دوسری چیز سے الگ کریں ''حروفِ استثنا'' کہلاتے ہیں۔

> **حروفِ استثنا**
>
> جز، بجز، الا، سوا، لیکن تا، تا کہ، اس لیے کہ، لہٰذا ''حروفِ استثنا'' ہیں۔

(۱۵) حروفِ علّت:

وہ الفاظ جو کسی امر کا اظہار کے لیے استعمال ہوں، حروفِ علّت کہلاتے ہیں۔

> **حروفِ علّت**
>
> تا، تا کہ، اس لیے، کہ، لہٰذا، کیوں کہ۔

(۱۶) حروفِ تہجی:

اس کا لفظی مطلب ہجے کرنا ہے یعنی مفرد حروف کا پڑھنا۔

اظہارِ مقصد کے لیے زبان جو الفاظ ادا کرتی ہے، وہ حروف کا مجموعہ ہوتی ہے، حروف ہر زبان میں مختلف تعداد میں ہوتے ہیں۔ اُردو زبان میں کل باون (۵۲) حروفِ تہجی ہیں۔

> آ، ا، ب، بھ، پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ، ث، ج، جھ، چ، چھ، ح، خ، د، دھ، ڈ، ڈھ، ذ، ر، رھ، ڑ، ڑھ، ز، ژ،
> س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، کھ، گ، گھ، ل، لھ، م، مھ، ن، نھ، و، ہ، ء، ی، ے۔

(۱۷) حروفِ ابجد:

یہ بھی مفرد حروف ہیں، جو عربی حروف تہجی سے ماخوذ ہیں۔ علماء نے ان کی خاص ترتیب مرتّب کر رکھی ہے۔ ان کی ترتیب یہ ہے:

عربی کے حروفِ ابجد درج ذیل ہیں:

ابجد: ا۔ب۔ج۔د

حُطی: ح۔ط۔ی حروفِ حُطی ہیں۔

سعفص: س۔ع۔ف۔ص حروفِ سعفص

ثخذ: ث۔خ۔ذ حروفِ ثخذ ہیں۔

ہوّز: ج۔ہ، و۔ز حروف ہوّز ہیں۔

کلمن: ک۔ل۔م۔ن حروفِ کلمن ہیں۔

قرشت: ق۔ر۔ش۔ت حروفِ قرشت ہیں۔

ضظغ: ض۔ظ۔غ حروفِ ضظغ ہیں۔

(۱۸) حروفِ مقطعات:

قرآن مجید میں بعض سورتوں کے شروع میں ایسے حروف اور الفاظ آتے ہیں، جنھیں حروف کے طور پر ہی پڑھا جاتا ہے۔ ان حروفِ مقطعات کا علم کلی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے اور کسی کو ان حروف کا علم نہیں دیا گیا۔

الف، لام، میم، یٰسین، کاف، ہا، عین، صاد، حاصیم۔

ان حروف کو قرآنِ مجید میں ان الفاظ کی صورت میں لکھا جاتا ہے:

الٓمٓ، یٰسٓین، کھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ، وغیرہ

اسم

اسم کی تعریف:

جو الفاظ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو ظاہر کرتے ہیں، وہ اسم کہلاتے ہیں مثلاً:

(ا) علامہ اقبالؒ پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔

(ب) ہمالیہ دنیا کا سب سے اونچا پہاڑ ہے۔

(ج) کتا وفادار جانور ہے۔

(د) کتاب میز پر رکھی ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ''اسم'' کہلاتے ہیں کیوں کہ یہ الفاظ کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو ظاہر کرتے ہیں۔

اسم کی اقسام (معنی کے لحاظ سے)

معنی کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:

(ا) اسم نکرہ (۲) اسم معرفہ

(ا) اسم نکرہ

وہ اسم، جو کسی عام چیز، عام شخص یا عام جگہ کے لیے بولے جائیں انھیں ''اسم نکرہ'' کہتے ہیں مثلاً:

کرسی، عورت، دریا اور شہر۔

- لڑکی گانا گا رہی ہے۔
- قلم میز پر رکھا ہے۔
- میں نے ایک کتاب خریدی۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ لڑکی۔ قلم۔ کتاب، عام شخص، عام چیز اور عام جگہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ لہٰذا ''اسم نکرہ'' کہلائیں گے۔

(۲) اسم معرفہ

ایسے اسم، جو کسی خاص شخص، خاص جگہ اور خاص چیز کے لیے بولے جائیں انھیں ''اسم معرفہ'' کہتے ہیں مثلاً:

- قرآن مجید ایک مقدّس کتاب ہے۔
- محمد علی جناحؒ ہمارے رہنما ہیں۔
- مینارِ پاکستان آزادی کا نشان ہے۔

مندرجہ بالا جملوں میں خط کشیدہ الفاظ خاص چیز، خاص شخص اور خاص جگہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں، اس لیے یہ اسم معرفہ کہلائیں گے۔

اسم کی اقسام (بناوٹ کے لحاظ سے)

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) اسم مصدر　　(۲) اسم جامد　　(۳) اسم مشتق

(۱) اسم مصدر:

وہ اسم ہے، جو خود تو کسی اسم سے نہ بنا ہو مگر قاعدوں کے مطابق اس سے بہت سے الفاظ بنائے جاسکیں مثلاً:

- پڑھنا: پڑھنا سے بنائے گئے الفاظ: پڑھو، پڑھی، پڑھے، پڑھتے، پڑھتی۔
- کھانا: کھانا سے بنائے گئے الفاظ: کھاؤ، کھائی، کھائے، کھاتے، کھاتی۔
- لکھنا: لکھنا سے بنائے گئے الفاظ: لکھ، لکھو، لکھی، لکھے، لکھتے، لکھتی۔

(۲) اسم جامد:

وہ اسم، جو نہ تو خود کسی اسم سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنایا جا سکے مثلاً:

- میز
- کاپی
- دوات

(۳) اسم مشتق:

ایسا لفظ یا کلمہ جو کسی دوسرے لفظ سے نکلا ہو یعنی اس کے پیچھے ایک مادہ (مصدر) بھی موجود ہو اس کو ''اسم مشتق'' کہتے ہیں مثلاً:

- لکھنا سے لکھائی۔
- پڑھنا سے پڑھائی۔
- جاگنا سے جاگ۔

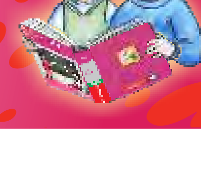

اسم معرفہ کی اقسام

اسم معرفہ کی چار اقسام ہیں:

(1) اسم علم　　(2) اسم ضمیر　　(3) اسم اشارہ　　(4) اسم موصول

(1) اسم علم

اس سے مراد وہ مخصوص اسماء ہیں، جو مختلف اشخاص کی پہچان کے لیے بولے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے اس کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) تخلّص　　(۲) خطاب　　(۳) لقب

(۴) کنیت　　(۵) عرف

(۱) تخلّص:

تخلّص وہ چھوٹا سا قلمی نام ہے، جسے شعراء اپنے اصل نام کی بجائے شعروں میں خصوصاً غزل کے آخری شعر میں استعمال کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے:

- الطاف حسین حالیؔ کے دل میں قوم کا درد تھا۔
- میر تقی میرؔ کی شاعری غم کی ترجمان ہے۔ (جو اس زور سے میرؔ روتا رہے گا　　تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا۔)
- اسداللہ خان غالبؔ اردو اور فارسی کے عظیم شاعر تھے۔

مندرجہ بالا جملوں میں حالیؔ، میرؔ اور غالبؔ شاعروں کے تخلّص ہیں۔

(۲) خطاب:

''خطاب'' عزّت اور قابلیت کا وہ نام ہے، جو کسی کو اس کی خدمت، بہادری اور قابلیت کی بنا پر حکومت کی طرف سے ملتا ہے مثلاً:

- شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی اُردو کے پہلے ناول نگار ہیں۔
- شفاء المُلک حکیم محمد حسن قرشی ایک مشہور طبیب تھے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں مولوی نذیر احمد کو علم کی روشنی پھیلانے کی وجہ سے ''شمس العلماء'' (علماء کا سورج) کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح حکیم محمد حسن قرشی ایک طبیب تھے انھیں ''شفاء المُلک'' کا خطاب دیا گیا۔

اہم بات

- آج کل خطاب کی بجائے اعزاز کا لفظ بولا جاتا ہے جو شخص کوئی بڑا کارنامہ یا قومی خدمت بجا لاتا ہے۔ اسے حکومت کی طرف سے اعزاز (تمغہ) سے نوازا جاتا ہے مثلاً:
  - میجر عزیز بھٹی کو ''نشانِ حیدر'' سے نوازا گیا۔
- نشان حیدر کے علاوہ کئی اور خطابات و اعزازات بھی ہیں، جو خدمات کے صلے میں دیے جاتے ہیں مثلاً:
  - ستارۂ خدمت، تمغۂ امتیاز، ہلال پاکستان، ستارۂ امتیاز۔

(۳) لقب:

وہ نام جو کسی وصف یا خوبی کی وجہ سے لوگوں کی زبان پر آتے ہیں ''لقب'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔

- حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔
- حضرت علی ہجویریؒ کو "گنج بخش" بھی کہتے ہیں۔
- قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے بانی تھے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں خلیل اللہ، کلیم اللہ، گنج بخش اور قائدِ اعظمؒ ایسے اسم ہیں، جو کسی خاص وصف یا خصوصیت کی وجہ سے استعمال ہوتے ہیں۔

مثالوں کی وضاحت

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) اس لیے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو ہمیشہ سر آنکھوں پر رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر خداوند تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا، اس لیے انھیں کلیم اللہ (اللہ سے باتیں کرنے والا) کہا گیا ہے۔
- اسی طرح حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیے "گنج بخش" کہتے ہیں کہ انھوں نے لوگوں میں روحانی فیض کے خزانے بانٹے۔
- محمد علی جناحؒ نے مسلمان قوم میں اتحاد پیدا کر کے اسے ایک جھنڈے تلے جمع کیا اور ایک نیا اسلامی ملک بنانے میں کامیاب ہوئے، اس لیے قوم نے انھیں قائدِ اعظمؒ (عظیم راہ نُما) کہا۔

(۴) کُنیت:

جو نام کسی رشتے کی بنا پر پکارے جاتے ہیں، وہ ''کنیت'' کہلاتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل جملوں پر غور کیجیے:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی نسبت سے ابنِ مریم کہا جاتا ہے۔
- اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خطاب تھا، اسی نام کی نسبت سے انھیں ابنِ الخطاب کہا جاتا ہے۔

(۵) عُرف:

جو نام پیار سے پکارے جائیں اور جو نام مختصر ہو کر مشہور ہو جائیں یا جو کسی اچھائی یا برائی کی وجہ سے بولے جائیں، انھیں ''عرف'' کہتے ہیں مثلاً:

- ماں باپ پیار کی وجہ سے بیٹے کو ''پپو'' یا ''ببلی'' کہتے ہیں، بیٹی کو ''بی بی'' کہہ دیا تو سب لوگ بی بی ہی پکارنے لگے۔
- اسی طرح کسی نام کو مختصر کر کے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً انور کو ''انو'' شوکت کو ''شوکا'' یا سراج کو ''ساجا'' کہا جاتا ہے۔

(2)اسم ضمیر

اسم ضمیر کی تعریف:

وہ لفظ، جو کسی اسم کی جگہ استعمال ہو، اُسے ''اسم ضمیر'' کہتے ہیں۔ مثلاً نیچے لکھے گئے جملوں پر غور کیجیے:

اکبر ساتویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ وہ صبح سویرے اٹھا۔ اس نے منہ ہاتھ دھویا۔ اس کے والد صاحب نے اسے پڑھنے کے لیے اخبار دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اکبر کا دوست اکرم آ گیا۔ اس نے اکبر سے کہا۔ میں تمھارا انتظار کرنے کے بعد خود تم سے ملنے آ گیا ہوں۔ آج ہم مل جل کر سکول کا کام کریں گے۔

مندرجہ بالا جملوں میں اکبر کی جگہ ''وہ، اِس، اُس، اُسے، تمھارا''، اکرم کی جگہ ''میں'' اور آخر میں اکبر اور اکرم کی جگہ ''ہم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ سب الفاظ اصل ناموں کی جگہ استعمال ہوئے ہیں اس لیے یہ اسم ضمیر کہلائیں گے۔

اسم ضمیر کی اقسام

اسم ضمیر کی تین اقسام ہیں:

(ا) اسم ضمیر غائب:

''وہ، اُس، اُن'' ایسے ناموں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جو سامنے موجود نہ ہوں، انھیں ''اسم ضمیر غائب'' کہتے ہیں۔

(ب) اسم ضمیر حاضر:

''تُو، تُم، آپ'' ان کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں جو سامنے موجود ہوں، انھیں ''اسم ضمیر حاضر'' کہتے ہیں۔

(ج) اسم ضمیر متکلّم:

وہ ضمیر جو بات کرنے والا شخص اپنے لیے استعمال کرتا ہے جیسے میں، ہم۔ انھیں ہم ''اسم ضمیر متکلم'' کہتے ہیں۔

(3) اسم اشارہ

''اسم اشارہ''، وہ اسم ہے جو دور اور نزدیک کی کسی چیز، جگہ یا شخص کی طرف اشارہ کرے اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے ''مشار الیہ'' کہتے ہیں مثلاً:

- یہ درخت امرود کا ہے۔
- وہ آدمی کمرے سے باہر گیا۔
- یہ لڑکی ذہین ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں میں ''یہ'' اور ''وہ'' اسم اشارہ ہیں، جب کہ درخت، آدمی اور لڑکی ''مشار الیہ'' ہیں۔

اسم اشارہ کی اقسام

اسم اشارہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) اسم اشارہ قریب　　(۲) اسم اشارہ بعید

(۱)اسم اشارہ قریب:

وہ اسم جو کسی نزدیک کی چیز کی طرف اشارہ کرے مثلاً: ''یہ، اِس، اِن'' اسم اشارہ قریب ہیں۔

(۲)اسم اشارہ بعید:

وہ اسم جو کسی دور کی چیز یا جگہ کی طرف اشارہ کرے مثلاً: ''وہ، اُس، اُن''۔

(4)اسم موصول

اسم موصول وہ اسم ہے کہ جب تک اس کے ساتھ کوئی جملہ نہ ملایا جائے تب تک اس کے معنی پوری طرح سمجھ میں نہیں آتے، اسم موصول کو ''ضمیر موصولہ'' بھی کہتے ہیں۔

صلہ: اسم موصول کے بعد مطلب کو واضح کرنے والا جو جملہ آتا ہے اسے ''صلہ'' کہتے ہیں۔

جوابِ صلہ: اسم موصول اور صلہ کے بعد، جو دوسرا جملہ بات کو مکمل کرنے کے لیے لایا جاتا ہے، وہ ''جوابِ صلہ'' کہلاتا ہے مثلاً:

- جو محنت کرتا ہے، کامیاب ہو جاتا ہے۔

دی گئی مثال میں

- ''جو'' اسم موصول ہے
- ''محنت کرتا ہے'' صلہ
- اور ''کامیاب ہو جاتا ہے'' جوابِ صلہ ہے۔

اسم موصول کی دیگر مثالیں

جو، جو کچھ، جو کوئی، جونسا، جنھیں، جونسی، جونسے، جن کا، جنھوں، جس، جیسا، جیسی، جیسے، جتنا، جتنے اور جتنی۔

اسم نکرہ کی اقسام

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ معنی کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:

(۱) اسم نکرہ　　(۲) اسم معرفہ

کسی خاص شخص، خاص جگہ یا خاص چیز کو ''اسم معرفہ'' کہتے ہیں اور ''اسم نکرہ'' کسی عام شخص، عام جگہ یا عام چیز کو کہتے ہیں۔

اب ہم آپ کو اسم نکرہ کی چند اقسام کے متعلق بتاتے ہیں۔

اسم نکرہ کی مشہور اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اسم ذات　2۔ اسم فاعل
3۔ اسم مفعول　4۔ اسم حالیہ
5۔ اسم معاوضہ　6۔ اسم صفت
7۔ اسم حاصل مصدر

(1) اسم ذات

اسم ذات وہ اسم ہے جس کے ذریعے ایک شے کی پہچان دوسری شے سے الگ سمجھی جائے مثلاً:

- دن، رات، بچہ، مرد۔

اسم ذات کی اقسام

اسم ذات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ اسم جنس　۲۔ اسم ظرف
۳۔ اسم صوت　۴۔ اسم آلہ
۵۔ اسم مصغر یا تصغیر　۶۔ اسم مکبّر
۷۔ اسم جمع

۱۔اسم جنس: جو الفاظ کسی چیز کی جنس کا تعین کریں، انھیں ''اسم جنس'' کہا جاتا ہے مثلاً:

- کوّا، گھوڑا، بکری، مرغی، طوطا۔

۲۔اسم ظرف: ظرف کے معنی ''برتن'' کے بھی ہیں اور گنجائش کے بھی۔ اسم ظرف وہ اسم ہے، جو جگہ یا وقت کے معنی دے مثلاً:

- مسجد، اسکول، باغ، صبح، شام، دن، رات۔

اسم ظرف کی اقسام

اسم ظرف کی دو اقسام ہیں:

- اسم ظرفِ مکاں
- اسم ظرفِ زماں

اسم ظرفِ مکاں: وہ اسم جو کسی جگہ یا مقام کے لیے بولا جائے اسے ''اسم ظرف مکاں'' کہتے ہیں مثلاً:

- لاہور، سکول، مسجد، کمرا، ہسپتال، سڑک، ڈاک خانہ۔

اسم ظرفِ زماں: وہ اسم جو وقت یا زمانے کو ظاہر کرے ''اسم ظرفِ زماں'' کہلاتا ہے مثلاً:

- صبح، شام، کل، پرسوں، دوپہر، منٹ، گھنٹہ، مہینہ، سال۔

۳۔اسم صَوت: صَوت کے معنی ہیں آواز، پس جو کلمہ کسی انسان، حیوان یا بے جان اسم کی آواز کو ظاہر کرے ''اسم صوت'' کہلاتا ہے مثلاً:

- چوں چوں، کائیں کائیں، مَیں مَیں، ٹِک ٹِک، بھوں بھوں، چھم چھم، دَھک دَھک وغیرہ۔

۴۔اسم آلہ: جو اسم کسی آواز یا ہتھیار کا نام ہو یا کسی ایسی چیز کا نام ہو جس سے کوئی کام کیا جاتا ہو ''اسم آلہ'' کہلاتا ہے مثلاً:

- سوئی، ہتھوڑا، ریتی، قلم، توپ، رندہ، چاقو۔

اسم آلہ بنانے کے قاعدے

۱۔ اُردو زبان میں کچھ اسمائے ''آلہ'' مصدر سے بنتے ہیں مثلاً:

- چھاننا سے چھلنی، پھونکنا سے پھونکنی، جھولنا سے جھولا، بیلنا سے بیلن، جھاڑنا سے جھاڑن۔

۲۔ بعض اسمائے آلہ اسموں میں تبدیل کر کے بنا لیے جاتے ہیں مثلاً:

- گھڑی سے گھڑیال، دانت سے داتن، ناک سے نکیل۔

۳۔ عربی اور فارسی کے اسمائے آلہ بھی اُردو میں استعمال ہیں مثلاً:

- مضراب، مسطر، مقراض، میزان، دست پناہ، قلم تراش، شیشہ اور کف گیر۔

۵۔ اسم مصغّر یا تصغیر: بڑی چیز کو چھوٹا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اسم، ''اسم مصغّر یا تصغیر'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- ڈبا سے ڈبیا، پنکھ سے پنکھڑی، باغ سے باغیچہ۔

اسم مصغّر یا تصغیر بنانے کے قاعدے

۱۔ اسم کے آخر میں یائے معروف (ی) لگا کر مثلاً: پہاڑ سے پہاڑی، نگر سے نگری، بُرج سے بُرجی۔

۲۔ اسم کے آخری حرف کو 'ی' سے بدل کر مثلاً: رسہ سے رسی، جھونپڑا سے جھونپڑی، ٹوکرا سے ٹوکری۔

۳۔ اسم کے آخر میں ''ڑا'' یا ''ڑی'' لگا کر مثلاً: دکھ سے دکھڑا، مکھ سے مکھڑا اور پلنگ سے پلنگڑی۔

۴۔ اسم کے آخر میں ''یا'' لگا کر مثلاً: ڈبا سے ڈبیا، پنکھا سے پنکھیا، ہانڈی سے ہنڈیا۔

۵۔ اسم کے آخر میں ''چہ'' یا ''چی'' لگا کر مثلاً: صندوق سے صندوقچہ، باغ سے باغیچہ، دیگ سے دیگچی۔

۶۔اسمِ مکبّر:

کسی چھوٹی چیز کو بڑا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہونے والے اسم کو ''اسمِ مکبّر'' کہتے ہیں مثلاً:

- پگڑی سے پگڑ۔
- گٹھڑی سے گٹھڑ۔
- بات سے بتنگڑ۔
- تیر سے شہتیر۔

اسمِ مکبّر بنانے کے قاعدے

۱۔ اسم کا آخری حرف ''ی'' دور کرنے سے مثلاً:

- ٹوپی سے ٹوپ۔

۲۔ اسم سے پہلے ''مہا'' لگا کر مثلاً:

- مہاراجہ، مہارانی۔

۳۔ اسم سے پہلے ''شاہ'' یا ''شہ'' لگا کر مثلاً:

- راہ سے شاہراہ۔

۷۔اسمِ جمع:

ایسے الفاظ جو واحد کے مفہوم میں جمع کو ظاہر کریں ''اسمِ جمع'' کہلاتے ہیں مثلاً:

- قطار، جماعت، گروہ، فوج، پارٹی، جلسہ۔

جمع اور اسمِ جمع کا فرق

۱۔ جمع اور اسمِ جمع میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جمع کے مقابلے میں واحد موجود ہوتا ہے مثلاً:

- عبارات کا واحد عبارت اور مدارس کا واحد مدرسہ ہوتا ہے۔

۲۔ لیکن اسمِ جمع کا واحد نہیں ہوتا اور اس کا فعل ہمیشہ واحد آتا ہے مثلاً:

- قافلہ جا رہا ہے۔

۳۔ البتہ واحد کی طرح اسمِ جمع کی بھی جمع بنا لیتے ہیں اس صورت میں فعل بھی جمع آئے گا مثلاً:

- محفل سے محافل اور مجلس سے مجالس۔

(2)اسم فاعل

ایسا اسم، جو کسی کام کرنے والے کے لیے استعمال ہو مگر وہ کام کرنے والے شخص کا اصلی نام نہ ہو''اسم فاعل'' کہلاتا ہے جیسے کرنے والا، اداکار، بھکاری، مزدور۔ مثلاً:

- جیتنے والے کھلاڑی کو انعام ملا۔
- مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا ہے۔

اوپر والے جملوں میں کھلاڑی اور مالی ''اسم فاعل'' ہیں، جو اصل اسم کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

اسم فاعل کی اقسام

اس فاعل کی دو اقسام ہیں:

۱۔ اسم فاعل قیاسی ۲۔ اسم فاعل سماعی

۱۔اسم فاعل قیاسی:

صرف مصدر کی نسبت سے بننے والے اسموں کو''اسم فاعل قیاسی'' کہا جاتا ہے مثلاً:

- کھانے والا۔
- دوڑنے والی۔
- پینے والا۔
- پڑھنے والے۔

ایسے اسما ہیں، جو کھانا، پینا، دوڑنا اور پڑھنا سے بنتے ہیں۔

۲۔اسم فاعل سماعی:

اسم فاعل سماعی عام طور پر بے قاعدہ ہوتے ہیں لیکن ان کا براہِ راست تعلق مصدر سے نہیں ہوتا۔ اہلِ زبان جس طرح مصدر سے اسم بنا لیں، اسی طرح استعمال کیا جاتا ہے مثلاً:

- کوئی چیز رکھنے والے کو رکھوالا
- پوجنے والے کو پجاری
- لوٹنے والے کو لٹیرا کہا جاتا ہے۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

اسم فاعل یا تو مشتق مصدر سے بنا ہوا ہوتا ہے جیسے ''سننا سے سننے والا'' یا اس کے ساتھ کوئی فاعلی علامت لگی ہوتی ہے مثلاً:

- گاڑی بان میں بان فاعلی علامت کے طور پر آتا ہے۔

اس کے برعکس فاعل ہمیشہ جامد اور کسی کام کرنے والے کا نام ہوتا ہے مثلاً:

- اسلم نے سُنا۔

اس جملے میں اسلم فاعل ہے لیکن ''سُنا''، فعل کی نسبت سے اسلم (فاعل) کو ''سننے والا'' کہا جائے تو یہ اسم فاعل ہوگا۔

(3) اسم مفعول

وہ اسم جو کسی ایسے شخص یا ایسی چیز کے لیے استعمال ہو جس پر کوئی فعل واقع ہو چکا ہو یا وہ اسم جو کسی مفعول کی بجائے استعمال ہو، ''اسم مفعول'' کہلاتا ہے مثلاً:

- لکھا ہوا۔
- دیکھا ہوا۔
- سنا ہوا۔
- آزمائے ہوئے۔

اسم مفعول کی اقسام

اسم مفعول کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

ا۔ اسم مفعول قیاسی:

مصدر سے بننے والے اسم مفعول کو ''اسم مفعول قیاسی'' کہتے ہیں مثلاً:

- لکھنا سے لکھا ہوا۔
- دیکھنا سے دیکھا ہوا۔
- بھاگنا سے بھاگا ہوا۔

۲۔اسم مفعول سماعی:

جو اسم مفعول سے مصدر سے کسی خاص قاعدے کے مطابق نہ بنے اسے ''اسم مفعول سماعی'' کہا جاتا ہے مثلاً:

- کنوارا، دل جلا، بھگوڑا، بیاہتا۔

اسم مفعول بنانے کے قاعدے

مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے اس کی جگہ ''الف'' لگاتے ہیں۔ پھر آگے ''ہوا'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً:

- سُننا سے سُنا ہوا۔
- بھاگنا سے بھاگا ہوا۔

فارسی کے بہت سے ایسے اسمائے مفعول اُردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور وہ فارسی ماضی مطلق کے آخر میں ''ہ'' لگانے سے بنتے ہیں مثلاً:

- مردہ، شُنیدہ، آزمودہ، سوختہ، آموختہ، دیدہ، اندوختہ۔

مفعول کے وزن پر آنے والے عربی کے بہت سے اسم مفعول بھی اُردو میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً:

- مظلوم، مکتوب، مقتول، مخلوق، مسجود۔

مفعول اور اسم مفعول میں فرق

اسم فاعل کی طرح اسم مفعول بھی مصدر سے بنتا ہے یا اس کے ساتھ کوئی مفعولی علامت لگی ہوتی ہے لیکن مفعول مصدر سے نہیں بنایا جاتا اور عام طور پر یہ کسی شخص یا چیز کا نام ہوتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں فعل کی مناسبت سے مفعول کو جو نام دیا جائے وہ ''اسم مفعول'' کہلاتا ہے مثلاً:

- ہم نے گانا سنا۔

اس جملے میں گانا مفعول ہے لیکن ''سُنا'' فعل کی نسبت سے ''گانا'' (مفعول) کو ''سنا ہوا'' کہا جائے تو اس صورت میں یہ ''اسم مفعول'' ہوگا۔

(4)اسم حالیہ

وہ الفاظ جو کسی دوسرے اسم کی حالت کو ظاہر کریں ''اسم حالیہ'' کہلاتے ہیں اور جس اسم کی حالت ظاہر ہو، اُسے ذوالحال (حال والا) کہتے ہیں مثلاً:

- بچی روتے روتے سوگئی ہے۔

اس جملے میں روتے روتے ''اسم حالیہ'' ہے اور بچی ذوالحال ہے۔

اسم حالیہ کے قاعدے

مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے اس کی جگہ ''تا، تی، تے'' لگا کر آخر میں ''ہوا، ہوئے، ہوئی'' بڑھا دیتے ہیں مثلاً:

- ہنسنا سے ہنستا ہوا۔
- ہنستی ہوئی یا ہنستے ہوئے۔

اگر ''تا، تے، تی'' کی علامت دوبار آئے، پھر ہوا، ہوئی اور ہوئے نہیں لگاتے مثلاً:

- روتے روتے۔
- ہنستی ہنستی
- ٹہلتا ٹہلتا۔

(5)اسم معاوضہ

وہ الفاظ جو کسی کام کی اُجرت یا معاوضہ کو ظاہر کریں ''اسم معاوضہ'' کہلاتے ہیں مثلاً:

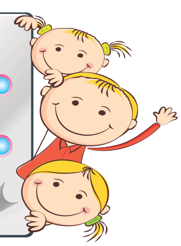

- اس کپڑے کی سلائی کیا ہے؟
- کپڑوں کی دھلائی دھوبی کو دے دو۔
- گندم کی پسائی ادا کرو۔
- کھانے کی پکوائی اکرم کو ادا کردو۔

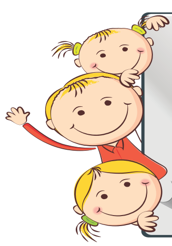

مندرجہ بالا مثالوں میں پسائی، دھلائی، پکوائی اور سلائی وغیرہ سب ''اسم معاوضہ'' کہلاتے ہیں۔

اسم معاوضہ بنانے کا قاعدہ

اس معاوضہ بنانے کے لیے متعدی مصدر کا ''نا'' دور کر کے آخر میں ''ئی'' لگا دینے سے ''اسم معاوضہ'' بن جاتا ہے مثلاً:

- سلانا سے سلائی۔
- دھلانا سے دھلائی۔
- پکانا سے پکوائی۔

(6) اسم صفت

اسم صفت کی تعریف

اسم صفت، اسم نکرہ کی ہی ایک قسم ہے۔

ایسے اسم، جو کسی شخص یا کسی چیز کے وصف، حالت، خصوصیت یا کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں انھیں ''اسم صفت'' کہتے ہیں مثلاً مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیے:

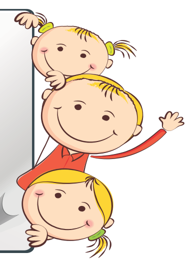

- شیر بہادر جانور ہے۔
- اس باغ کے آم بہت میٹھے ہیں۔
- لومڑی چالاک جانور ہے۔
- گلاب کے پھول سرخ ہیں۔
- اکبر بڑا بھائی ہے اور اصغر چھوٹا۔
- ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے۔

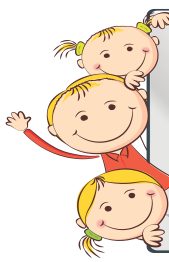

اوپر لکھے گئے جملوں میں ''بہادر، سرخ، میٹھے، بڑا، چھوٹا، چالاک، اچھے' سے کسی شخص یا چیز کی خوبی، حالت، خصوصیت اور کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لیے یہ ''اسم صفت'' کہلائیں گے۔

اسم موصوف:

جس میں کسی شخص یا چیز کا وصف بیان کیا گیا ہو، اُسے ''اسم موصوف'' کہتے ہیں مثلاً:

- شیر بہادر ہے۔
- گلاب کے پھول سرخ ہیں۔

- اس باغ کے آم بہت میٹھے ہیں۔
- لومڑی   لاک جانور ہے۔
- اکبر بڑا بھائی ہے اور اصغر چھوٹا۔
- ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا   ہیے۔

ان جملوں میں شیر، گلاب، آم، اکبر، اصغر، لومڑی اور لوگوں ''اسم موصوف'' ہیں۔

اسم صفت کی اقسام

اسم صفت کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(۱) صفتِ ذاتی   (۲) صفتِ تفضیلی   (۳) صفتِ نسبتی

(۴) صفتِ عددی   (۵) صفتِ مقداری

ا۔ صفتِ ذاتی:

صفتِ ذاتی وہ اسم صفت ہے جو موصوف کے متعلق اس کی کوئی ذاتی صفت بتائے مثلاً:

- اسلم شریف لڑکا ہے۔
- اکبر بہت نڈر لڑکا ہے۔
- ساجدہ ایک ہنس مکھ لڑکی ہے۔

ان جملوں میں شریف، نڈر اور ہنس مکھ، افراد کی صفات ذاتی ہیں۔ صفت ذاتی اور موصوف ملتے ہیں تو مرکبِ توصیفی ہوتا ہے مثلاً:

اوپر دیے گئے جملوں میں شریف لڑکا، نڈر لڑکا، ہنس مکھ لڑکی مرکبِ توصیفی ہیں۔

۲۔ صفتِ تفضیلی:

صفت تفضیلی کے تین درجے ہیں:

(ا) تفضیلِ نفسی: خالدہ ذہین ہے۔   (ب) تفضیلی بعض: رابعہ، خالدہ سے ذہین ہے۔

(ج) تفضیلی کل: نفیسہ سب سے ذہین ہے۔

تفضیلی کل	تفضیلی بعض	تفضیلِ نفسی
وہ صفت، جو اپنے موصوف کی کسی صفت کو دوسرے تمام لوگوں یا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں ترجیح دے ''تفضیلِ کُل'' کہلاتی ہے۔	وہ صفت، جو اپنے موصوف کی کسی صفت کو کسی دوسرے کے مقابلے میں ترجیح دے ''تفضیلِ بعض'' کہلاتی ہے۔	وہ صفت، جو موصوف کی ذات پر ختم ہو جائے اور کسی دوسرے سے اس کا مقابلہ نہ ہو ''تفضیلِ نفسی'' کہلاتی ہے۔

۳۔ صفتِ نسبتی:

صفتِ نسبتی وہ اسم صفت ہے، جو دو اسموں کی نسبت کو ظاہر کرتا ہے مثلاً:

- قندھاری انار بہت میٹھا ہوتا ہے۔
- ایرانی قالین بہت قیمتی ہوتا ہے۔
- نیلی بار کی بھینسیں بہت دودھ دیتی ہیں۔

مندرجہ بالا مثالوں میں میٹھے انار کی نسبت ''قندھار'' سے بتائی گئی ہے، قالین کی نسبت ''ایران'' سے ہے، بھینسوں کی نسبت ''نیلی بار'' سے ہے۔ اس طرح کی نسبت کو ''صفتِ نسبتی'' کہتے ہیں۔

۴۔ صفت عددی:

صفت عددی سے مراد وہ صفت ہے، جس میں گنتی کو ظاہر کرنے والے اسم استعمال کیے جائیں مثلاً:

- خالد کے پاس ایک ہزار روپے ہیں۔
- یہ وزن خالدہ سے دُگنا ہے۔
- سمیرا پانچویں جماعت میں پڑھتی ہے۔
- میرا گھر خالد سے چوتھے نمبر پر ہے۔

اوپر دیے گئے جملوں میں ایک ہزار، پانچویں، دُگنا اور چوتھے ایسے اسم ہیں، جو گنتی کے ہندسے یا ہندسوں کی ترتیب کو ظاہر کرتے ہیں۔ گنتی ظاہر کرنے والے الفاظ کو ''عدد'' کہتے ہیں، اس لیے گنتی کو ظاہر کرنے والے اسم کو ''صفتِ عددی'' کہا جاتا ہے۔

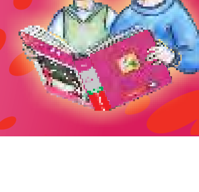

۵۔صفتِ مقداری:

جو اسمائے صفت کسی قسم کی مقدار کی طرف اشارہ کریں، انھیں ''صفت مقداری'' کہتے ہیں مثلاً:

- اس قدر گرمی ہے کہ دل گھبرا رہا ہے۔
- جتنی چادر ہو، اتنے پاؤں پھیلاؤ۔
- مہربانی کر کے مجھے تھوڑی سی چینی دے دو۔
- چائے کے لیے سیر بھر دودھ کافی ہوگا۔

اوپر دیے گئے جملوں میں اس قدر ، تھوڑی سی ، جتنی ، اتنے اور سیر بھر ایسے اسم ہیں، جو مقدار کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔اسی لیے انھیں ''صفتِ مقداری'' کہیں گے۔

(7) حاصل مصدر

جو اسم مصدر سے بنے اور اس میں مصدر کے معنی بھی پائے جائیں، وہ ''حاصل مصدر'' کہلاتا ہے مثلاً:

- بچانا سے بچت۔
- ملانا سے ملاوٹ۔
- چمکنا سے چمک۔

حاصل مصدر بنانے کے قاعدے

۱۔مصدر کا آخری حرف الف دور کر دینے سے مثلاً:	جلنا سے جلن، تھکنا سے تھکن۔
۲۔مصدر کی علامت ''نا'' دور کر دینے سے مثلاً:	بھاگنا سے بھاگ، چمکنا سے چمک۔
۳۔''نا'' دور کر کے آخر میں الف لگانے سے مثلاً:	جھگڑنا سے جھگڑا، گھیرنا سے گھیرا۔
۴۔''نا'' دور کر کے آخر میں 'ی' لگانے سے مثلاً:	ہنسنا سے ہنسی، جھڑکنا سے جھڑکی۔
۵۔''نا'' دور کر کے آخر میں 'وٹ' لگانے سے مثلاً:	سجانا سے سجاوٹ، بنانا سے بناوٹ۔
۶۔''نا'' دور کر کے آخر میں 'ہٹ' لگانے سے مثلاً:	مسکرانا سے مسکراہٹ، گھبرانا سے گھبراہٹ۔
۷۔''نا'' دور کر کے آخر میں 'ئی' لگانے سے مثلاً:	پڑھنا سے پڑھائی، کمانا سے کمائی۔

اہم بات

فارسی کے بہت سے حاصل مصدر بھی اردو میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً:

- گزارش، آزمائش، کوشش، آسائش، ستائش، رفتار، گفتار، جستجو، گفتگو۔

اسمِ کیفیت

حاصل مصدر کا دوسرا نام اسمِ کیفیت بھی ہے۔

حاصل مصدر اور اسم کیفیت میں فرق

حاصل مصدر اور اسمِ کیفیت میں یہ فرق ہے کہ حاصل مصدر، مصدر سے بنتا ہے مگر ''اسمِ کیفیت'' اسم سے بنایا جاتا ہے۔ مثلاً: بندہ سے بندگی، شریف سے شرافت اور کثیف سے کثافت وغیرہ۔

اسم کیفیت بنانے کے قاعدے

اسمِ کیفیت بنانے کے قاعدے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسم کے آخر میں 'ی' لگانے سے جیسے۔ سرد سے سردی، سخت سے سختی۔

۲۔ اسم کے آخر میں 'ہ' ہو تو اسے 'گ' سے بدل کر 'ی' لگاتے ہیں۔ مثلاً: بندہ سے بندگی، زندہ سے زندگی، دیوانہ سے دیوانگی۔

۳۔ اسم کے آخر میں ''پن'' لگانے سے مثلاً: الف پر ختم ہونے والے اسم کے آخر میں ''ئی'' لگانے سے مثلاً:

- لڑکا سے لڑکپن
- بے ہودہ سے بے ہودہ پن
- بچہ سے بچپن۔

- گدا سے گدائی
- خدا سے خدائی
- دانا سے دانائی

اوپر کی مثالوں میں:

- جانا سے جاتا ہے۔
- کرنا سے کرنے والا۔

- دوڑنا سے دوڑتا ہوا۔
- دھونا سے دھونے والا۔

ان مثالوں میں جانا، دوڑنا، کرنا، دھونا مصدر ہیں اور ان سے جاتا ہے۔ دوڑتا ہوا، کرنے والا اور دھونے والا، نکلے ہیں۔ ایسے اسموں کو جو مصدر سے نکلیں، مشتق کہلاتے ہیں۔

اسم کی اقسام

(جنس کے لحاظ سے)

جنس کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہوتی ہیں:

ا: مذکّر:

وہ اسم جو نر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً:

- لڑکا سکول جاتا ہے۔
- کمہار برتن بنا رہا ہے۔
- کتا بھونک رہا ہے۔

ب: موَنث

وہ اسم ہے، جو مادہ کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً:

- لڑکی سکول جاتی ہے۔
- کمہاری برتن بنا رہی ہے۔
- کُتیا بھونک رہی ہے۔

مذکّر سے موَنث بنانے کے قاعدے

جاندار اسموں کی تذکیر و تانیث بنانے کے چند قاعدے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ اگر مذکّر کے آخر میں الف یا 'ہ' ہو تو اس سے موَنث بناتے وقت 'ی' سے بدل دیتے ہیں مثلاً:

شہزادہ	شہزادی	مرغا	مرغی
لڑکا	لڑکی	بچھڑا	بچھڑی
دادا	دادی	بکرا	بکری
نانا	نانی	گدھا	گدھی

۲۔ اگر مذکّر کے آخر میں 'ی' ہو تو مؤنث بنانے کے لیے اسے ''ن'' سے بدل دیا جاتا ہے مثلاً:

مالی	مالن	بھنگی	بھنگن
دھوبی	دھوبن	موچی	موچن
جوگی	جوگن	درزی	درزن

۳۔ مذکّر کے آخر میں ی، نی اور 'انی' بڑھانے سے بھی مؤنث بنتے ہیں مثلاً:

کمہار	کمہاری	دیور	دیورانی
کبوتر	کبوتری	جیٹھ	جیٹھانی
فقیر	فقیرنی	شیخ	شیخانی
اُونٹ	اُونٹنی	سیّد	سیّدانی

۴۔ اُردو زبان میں فارسی اور عربی کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ عربی اور فارسی کے مذکّر الفاظ کے آخر میں 'ہ' زیادہ کر کے مؤنث بنا لیتے ہیں مثلاً:

جمیل	جمیلہ	والد	والدہ
حاکم	حاکمہ	عالم	عالمہ
قاتِل	قاتِلہ	سعید	سعیدہ
شاعر	شاعرہ	فنکار	فنکارہ

بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث

جان دار اسموں کے علاوہ بے جان اسم بھی مذکّر یا مؤنث ہوتے ہیں۔ بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث کے لیے درج ذیل قاعدے یاد رکھیے:

بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث کے قاعدے		
۱۔ ایسے الفاظ، جن کے آخر میں الف یا 'ہ' ہو، وہ عام طور پر مذکّر بولے جاتے ہیں مثلاً: دریا، نیزہ، دانا، آٹا، ٹولہ، پروانہ۔	۲۔ دنوں اور مہینوں کے نام مذکّر بولے جاتے ہیں لیکن دنوں میں صرف جمعرات مؤنث بولی جاتی ہے (رات کے اضافے کی وجہ سے)	۳۔ چاندی کے سوا تمام دھاتوں کے نام مذکّر ہیں مثلاً: سونا، تانبا اور پیتل۔
۴۔ درختوں کے نام بھی عام طور پر مذکّر ہیں مثلاً: پیپل، آم، جامن، شیشم، انار، نیم، امرود اور کیکر۔	۵۔ تمام مصادر اور واؤ پر ختم ہونے والے حاصل مصدر جیسے چڑھنا سے چڑھاؤ اور برتنا سے برتاؤ وغیرہ اور اس کے ساتھ الاؤ، سہاؤ وغیرہ بھی بحیثیت مذکّر استعمال کیے جاتے ہیں۔	

یہ الفاظ مؤنث استعمال ہوتے ہیں

۱۔ جن الفاظ کے آخر میں 'ی' ہو، وہ عموماً مؤنث بولے جاتے ہیں مثلاً: پہاڑی، روٹی، لاٹھی، جھاڑی، لکڑی، مٹی، کاپی، کھیتی۔	۲۔ جن الفاظ کے آخر میں 'ت' ہو، وہ بھی مؤنث بولے جاتے ہیں مثلاً: رات، رحمت، اجازت، چھت، موت، کہاوت، بات، لات اور عادت وغیرہ۔	۳۔ تمام نمازوں کے نام مؤنث ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

۴۔ زبانوں کے نام بھی مونث استعمال ہوتے ہیں مثلاً: انگریزی، اُردو، فارسی، عربی، پنجابی، بلوچی، سندھی، پشتو، ہندکو اور پوٹھوہاری۔

۵۔ وہ نام جو آوازوں کی نقل ہیں مثلاً: میاؤں میاؤں، ٹپ ٹپ، گڑگڑ اور ٹِک ٹِک۔

۶۔ مصدر سے بنایا گیا اسم کیفیت، جیسے پھسلن، دھڑکن اور پکار ،مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔

۷۔ 'ش' پر ختم ہونے والے فارسی حاصل مصدر مثلاً: دانش، خواہش اور بخشش مؤنث ہیں۔

۸۔ فارسی کے ایسے الفاظ جن کے آخر میں ''گاہ'' آتا ہے مثلاً: قیام گاہ، بندرگاہ اور عید گاہ مؤنث

ذیل میں اہم مذکّر کی فہرست درج ذیل ہے:

مذکّر	مؤنث	مذکّر	مؤنث	مذکر	مؤنث
دوست	سہیلی	بندہ	بندی	ادیب	ادیبہ
اونٹ	اونٹنی	بھنگی	بھنگن	چیلا	چیلی
بکرا	بکری	پٹھان	پٹھانی	خان	خانم
بندر	بندریا	پارسی	پارسن	دیہاتی	دیہاتن
بھکاری	بھکارن	تھانے دار	تھانے دارنی	روگی	روگن
باراتی	باراتن	جوگی	جوگن	سکھ	سکھنی
تایا	تائی	چیونٹا	چیونٹی	شیر	شیرنی
چچا	چچی	چوکیدار	چوکیدارنی	لڑکا	لڑکی

مذکّر	مؤنث	مذکّر	مؤنث	مذکّر	مؤنث
خالو	خالہ	کمہار	کمہارن	گدھا	گدھی
جیٹھ	جیٹھانی	دیور	دیورانی	موچی	موچن
ماموں	ممانی	سیّد	سیّدانی	حلوائی	حلوائن
دُلھا	دلھن	شوہر	بیوی	مہتر	مہترانی
سلطان	سلطانہ	مالک	مالکن	دھوبی	دھوبن
نواسہ	نواسی	فقیر	فقیرنی	نوکر	نوکرانی
سیٹھ	سیٹھانی	کتا	کتیا	بادشاہ	ملکہ
سقہ	سقن	گوالا	گوالن	ناگ	ناگن
نانا	نانی	مرغا	مرغی	شیخ	شیخانی
مغل	مغلانی	مینڈک	مینڈکی	فرنگی	فرنگن
اداکار	اداکارہ	نائی	نائن	بچھڑا	بچھڑی/بچھیا
نندوئی	نند	کنوارا	کنواری	گھسیارا	گھسیارن
مور	مورنی	بلا	بلی	باورچی	باورچن
استاد	استانی	بھینسا	بھینس	پنجابی	پنجابن
بنجارا	بنجارن	بھائی	بھابی	مرد	عورت
شاعر	شاعرہ	فنکار	فنکارہ		

اسم کی اقسام

(تعداد کے لحاظ سے)

تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو اقسام ہیں:

واحد:

وہ اسم ہے، جو صرف اکائی کو ظاہر کرے۔ جیسے بچہ، لڑکی، لڑکا، کتاب، کرسی، مرغی اور پرندہ۔

جمع:

وہ اسم، جو ایک سے زیادہ تعداد کو ظاہر کرے۔ مثلاً: بچے، لڑکیاں، لڑکے، کتابیں، کرسیاں، مرغیاں اور پرندے۔

مذکر کے جمع بنانے کے قاعدے

۱۔ ایسے واحد مذکّر اسم، جن کے آخر میں الف یا 'ہ' ہو ان کے جمع بنانے کے لیے الف یا 'ہ' کو ''ے'' سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً:

- گھوڑا سے گھوڑے۔
- بچہ سے بچے۔
- پرندہ سے پرندے

۲۔ وہ واحد مذکّر اسم، جن کے آخر میں الف، ں (نون غنہ) ہو، ان کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ الف، ں کو ''ی+ں'' (نون غنہ) سے بدل دیتے ہیں مثلاً:

- دھواں سے دھویں۔
- کنواں سے کنویں۔

۳۔ وہ مذکر، اسم جن کے آخر میں الف، ہ، الف نون غنہ آئے، ان کی واحد جمع ایک ہی رہتی ہے۔ صرف فعل کو جمع بنا کر فرق ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً:

- شیر دھاڑا، شیر دھاڑے۔
- بادل گرجا، بادل گرجے۔

مؤنث کے جمع بنانے کے قاعدے

۱۔ اگر واحد مونث کے آخر میں 'ی' ہو تو ایسے اسموں کی جمع بنانے کے لیے آخر میں ''اں'' بڑھاتے ہیں جیسے:

- لڑکی سے لڑکیاں، کرسی سے کرسیاں، مرغی سے مرغیاں۔

۲۔ ایسے واحد مؤنث جن کے آخر میں الف ہو، ان کی جمع بنانے کے لیے ''ئیں'' زیادہ کرتے ہیں جیسے:

- گھٹا سے گھٹائیں، ہوا سے ہوائیں، صدا سے صدائیں۔

۳۔ اگر واحد مؤنث کے آخر میں 'ی' اور الف دونوں میں سے کوئی بھی حرف موجود نہ ہو تو، ان کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ''یں'' کا اضافہ کرتے ہیں مثلاً:

- کتاب سے کتابیں، نماز سے نمازیں، رسید سے رسیدیں۔

۴۔ اگر واحد مؤنث کے آخر میں ''یا'' ہو تو اسے جمع بنانے کے لیے نون غنہ (ں) زیادہ کرتے ہیں، جیسے:

- گڑیا سے گڑیاں، بندریا سے بندریاں، ڈبیا سے ڈبیاں۔

اُردو زبان میں عربی کے بے شمار الفاظ موجود ہیں۔ عربی اسموں کی جمع بنانے کے لیے بہت سے قاعدے ہیں، جن کی تفصیل آپ اگلی جماعتوں میں پڑھیں گے۔ یہاں عربی کے کچھ الفاظ کے واحد جمع کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آلہ	آلات	بخار	بخارات	دلیل	دلائل
اثر	آثار	حاجت	حاجات	شریف	شرفا
جد	اجداد	تاجر	تجّار	شے	اشیا
جز	اجزا	تحفہ	تحائف	رائے	آرا
برکت	برکات	تدبیر	تدابیر	رسول	رسل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حادثہ	حادثات/حوادث	تکلیف	تکالیف	ضلع	اضلاع
تاریخ	تواریخ	اسم	اسما	ضابطہ	ضوابط
ترکیب	تراکیب	ادیب	اُدَبَا	ظرف	ظروف
تشریح	تشریحات	امیر	امرا	قاعدہ	قواعد
استاد	اساتذہ	جوہر	جواہر	قبر	قبور
آفت	آفات	حاکم	حکام	کتاب	کتب
امت	امم	حکم	احکام	کافر	کُفّار
جزیرہ	جزائر	حبیب	احباب	لطیفہ	لطائف
بیت (شعر)	ابیات	حرکت	حرکات	نتیجہ	نتائج
بیت (گھر)	بیوت	حکیم	حکما	نقش	نقوش
حال	احوال	تقریر	تقاریر	نور	انوار
حصّہ	حصص	خاتون	خواتین	حق	حقوق
حکایت	حکایات	رکن	ارکان	جاہل	جہلا
آیت	آیات	روح	ارواح	خدمت	خدمات
افق	آفاق	خلیفہ	خلفا	خطرہ	خطرات
جانب	جوانب	سطر	سطور	سبب	اسباب
درجہ	درجات	فن	فنون	مرض	امراض
شجر	اشجار	قانون	قوانین	معجزہ	معجزات

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ذخیرہ	ذخائر	قوم	اقوام	مُلک	ممالک
ذرّہ	ذرّات	کمال	کمالات	مَلِک (بادشاہ)	ملوک
صدمہ	صدمات	عمل	اعمال	مَلک (فرشتہ)	ملائکہ
خیال	خیالات	فعل	افعال	مِلک	اَملاک
غنی	اغنیا	نبی	انبیا	مسجد	مساجد
فائدہ	فوائد	نصیحت	نصائح	وحشی	وحوش
فلک	افلاک	نقل	نقول	ورق	اوراق
عالم	علما	نوع	انواع	وظیفہ	وظائف
عدو	اعداد	خاص	خواص	فوج	افواج
عطیہ	عطیات	خبر	اخبار	مشہور	مشاہیر
عمارت	عمارات	اخبار	اخبارات	خزانہ	خزائن
لوح	الواح	سبق	اسباق	نکتہ	نِکات
مجلس	مجالس	شخص	اشخاص	ولی	اولیا
مدرسہ	مدارس	شرط	شرائط	وارث	ورثاء
مرتبہ	مراتب	ذکر	اذکار	وجہ	وجوہ
خادِم	خدّام	صفحہ	صفحات	وصف	اوصاف
ثمر	اثمار	ذریعہ	ذرائع	وقت	اوقات
رقم	رقوم	غریب	غربا	یوم	ایام

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
رفیق	رفقا	غیر	اغیار	دفتر	دفاتر
عارضہ	عوارض	عدد	اعداد	دِہ	دیہات
عضو	اعضا	شک	شکوک	علم	علوم
شیخ	شیوخ	شَیخ	مشائخ	عیب	عیوب
رسالہ	رسائل	مال	اموال	صوم	صیام
محفل	محافل	ضمیر	ضمائر	مذہب	مذاہب
فرد	افراد	شعر	اشعار		

فعل

فعل کی تعریف:

جس لفظ یا کلمے سے کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا کسی نہ کسی زمانے (ماضی، حال، مستقبل) میں ظاہر ہو ''فعل'' کہلاتا ہے مثلاً:

☆ امجد نے خط لکھا۔ ☆ میں کھانا کھاؤں گا۔

☆ مالی پودوں کو پانی دے رہا ہے۔

اوپر کی مثالوں میں ''لکھا، کھاؤں گا اور دے رہا ہے'' کے الفاظ فعل ہیں۔

فعل کی اقسام (زمانے کے لحاظ سے)

زمانے کے لحاظ سے فعل کی چھ اقسام ہیں:

1- فعل ماضی
2- فعل حال
3- فعل مستقبل
4- فعل مضارع
5- فعل امر
6- فعل نہی

1- فعل ماضی

فعل ماضی وہ فعل ہے، جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں پایا جائے۔ مثلاً:

- مالی نے پودوں کو پانی دیا۔
- میں نے سکول کا کام کیا۔

ان مثالوں میں ''دیا'' اور ''کام کیا''، فعل ماضی ہیں۔

فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

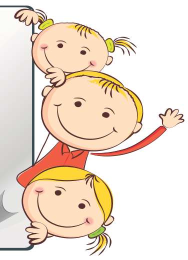

۱۔ فعل ماضی مطلق
۲۔ فعل ماضی قریب
۳۔ فعل ماضی بعید
۴۔ فعل ماضی استمراری
۵۔ فعل ماضی شکیہ
۶۔ فعل ماضی شرطی یا تمنّائی

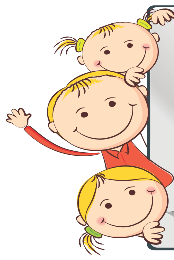

۱۔ فعل ماضی مطلق:

فعل ماضی مطلق ایسا فعل ہے، جس میں گزرا ہوا زمانہ تو موجود ہو لیکن یہ واضح نہ ہو کہ وقت تھوڑا گزر چکا ہے یا زیادہ مثلاً:

- خالد آیا۔
- روبینہ روئی۔
- ثریا نے خط لکھا۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے کبھی صرف الف اور کبھی ''یا'' بڑھا دی جاتی ہے، جیسے:

- بھاگنے سے بھاگ اور الف لگا دینے سے بھاگا۔

۲۔ فعل ماضی قریب:

ایسا فعل جس میں قریب کا گزرا ہوا زمانہ ظاہر ہو۔ جیسے:

- اسلم بھاگا ہے۔
- خالد آیا ہے۔

بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے بعد ''ہے'' لگانے سے ''فعل ماضی قریب'' بن جاتا ہے۔

۳۔ فعل ماضی بعید:

ایسا فعل جس میں دور کا گزرا ہوا زمانہ پایا جائے، فعل ماضی بعید کہلائے گا مثلاً:

- سلمٰی نے خط لکھا تھا۔
- خالد آیا تھا۔

بنانے کا طریقہ: ماضی کے بعد ''تھا'' لگانے سے ''فعل ماضی بعید'' بن جاتا ہے۔

۴۔ فعل ماضی استمراری:

جس میں گزرا ہوا زمانہ بار بار یا متواتر حالت پایا جائے ''فعل ماضی استمراری'' کہلاتا ہے مثلاً:

- اکبر پڑھتا تھا۔
- صبا لکھتی تھی۔
- اکبر پڑھ رہا تھا۔
- صبا لکھ رہی تھی۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کی علامت دور کرنے کے بعد ''تا تھا'' یا ''رہا تھا'' لگانے سے ''فعل ماضی استمراری'' بن جاتا ہے۔

۵۔ فعل ماضی شکیہ یا احتمالی:

جس میں گزرا ہوا زمانہ شک کے ساتھ پایا جائے جیسے:

- صبا نے خط لکھا ہوگا۔
- خط آیا ہوگا۔

بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے بعد ''ہوگا'' لگانے سے ''فعل ماضی شکیہ یا احتمالی'' بن جاتا ہے۔

۶۔ فعل ماضی شرطی یا تمنّائی:

جس میں گزرا ہوا زمانہ شرط یا تمنّا کے ساتھ پایا جائے ''فعل ماضی شرطی یا تمنّائی'' کہلاتا ہے۔ مثلاً:

- اکبر آتا۔
- اصغر بھاگتا۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کی علامت ''نا'' دور کر کے ''تا'' لگانے سے ''فعل ماضی شرطی یا تمنّائی'' بن جاتا ہے۔

2- فعل حال

فعل حال کی دو اقسام ہیں:

۱۔ فعل حال تمام ۲۔ فعل حال جاری

۱۔ فعل حال تمام:

فعل حال تمام میں موجودہ زمانے یعنی حال کا زمانہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً:

- لڑکی کتاب پڑھتی ہے۔
- لڑکا بھاگتا ہے۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کا ''نا'' دور کر کے ''تا ہے'' لگا دینے سے ''فعل حال تمام'' بن جاتا ہے۔

۲۔ فعل حال جاری:

اس میں موجودہ زمانے کا جاری ہونا پایا جاتا ہے مثلاً:

- خالدہ لکھ رہی ہے۔
- ماجد آ رہا ہے۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کا ''نا'' دور کر کے ''رہا ہے، رہی ہے اور رہے ہیں لگا دینے سے ''فعل حال جاری'' بن جاتا ہے۔

3- فعل مستقبل

فعل مستقبل کی تعریف:

جس فعل میں آنے والا زمانہ پایا جائے، اسے ''فعل مستقبل'' کہتے ہیں مثلاً:

- ماجد کھانا کھائے گا۔
- عاصمہ سبق پڑھے گی۔

بنانے کا طریقہ: مصدر کا ''نا'' دور کر کے 'ے' اور ''گا'' لگا دینے سے ''فعل مستقبل'' بن جائے گا۔

4- فعل مضارع

ایسا فعل جس میں زمانہ حال اور مستقبل دونوں پائے جائیں ''فعل مضارع'' کہلاتا ہے مثلاً:

- لڑکی پڑھے۔
- خالد لکھے۔

بنانے کا طریقہ: علامت مصدر دور کر کے حرف ''ئے'' یا ''ے'' لگا دیں تو ''فعل مضارع'' بن جائے گا۔

5- فعل امر

ایسا فعل جس میں حکم پایا جائے ''فعل امر'' کہلاتا ہے۔ مثلاً:

- اکرم خط لکھ۔
- اکبر آؤ۔

اسی طرح بولو، لکھو، کرو اس کی مزید مثالیں ہیں۔

بنانے کا طریقہ: علامت مصدر ''نا'' دور کر کے ''فعل امر'' بن جاتا ہے۔ جمع کے صیغوں میں ''ؤ'' یا ''و'' لگانا پڑتا ہے مثلاً:

- بچو! بھاگو۔
- لڑکیو! قومی ترانہ پڑھو۔

6- فعل نہی

جس فعل میں ممانعت پائی جائے ''فعل نہی'' کہلاتا ہے مثلاً:

- لڑکو! شور مت مچاؤ۔
- ساجدہ! زیادہ نہ کھا۔

بنانے کا طریقہ: فعل امر سے پہلے ''مت'' یا ''نہ'' یا ''نہیں'' لگانے سے ''فعل نہی'' بن جاتا ہے۔

لُغت کا استعمال

لُغت عربی زبان کا لفظ ہے۔لُغت اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں زبان کے الفاظ کے معانی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔لُغت کی جمع لُغات ہے۔لُغت کو انگریزی میں ڈکشنری (Dictionary) کہتے ہیں۔

لُغت میں حروفِ تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے الفاظ شامل کیے جاتے ہیں۔اس لیے لُغت دیکھنے اور اس سے استفادے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو تمام حروفِ تہجی ترتیب کے ساتھ یاد ہوں۔اسی ترتیب کا کمال ہے کہ آپ لاکھوں الفاظ میں سے وہ لفظ نہایت آسانی سے تلاش کر لیتے ہیں جس کا مطلب جاننے کے آپ خواہش مند ہوتے ہیں۔

لُغت میں الفاظ کے معانی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ کون سا لفظ کس زبان کا ہے۔اُردو زبان میں چونکہ بہت سی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں اس لیے اُردو لُغت میں ہر لفظ کے سامنے اشارتاً لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ لفظ کس زبان کا ہے۔

مختلف زبانوں کے لیے درج ذیل اشارے لُغت سازوں نے مخصوص کر رکھے ہیں:

ا	:	اُردو کے لیے	ت	:	ترکش کے لیے
ف	:	فارسی کے لیے	انگ	:	انگریزی کے لیے
ع	:	عربی کے لیے	پ	:	پنجابی کے لیے
ہ	:	ہندی کے لیے	سر	:	سرائیکی کے لیے
س	:	سنسکرت کے لیے	پو	:	پوٹھوہاری کے لیے

اگر لفظ مؤنث ہو تو اس کے سامنے ''مؤ'' یا مؤنث لکھ دیا جاتا ہے۔ اگر لفظ مذکّر ہو تو اس کے سامنے ''مذ'' یا ''مذکّر'' لکھ دیا جاتا ہے۔

لُغت الفاظ کا ایک ایسا خزانہ ہے جو ہر گھر میں ہونا چاہیے۔ اگر آپ لُغت دیکھنے کی عادت اپنا لیں تو آپ کا ذخیرہ الفاظ بڑھ جائے گا اور آپ اپنے دل کی بات آسانی سے کم سے کم الفاظ میں کہہ پائیں گے۔

ضَربُ الامثال / کہاوتیں

''ضرب الامثال'' دولفظوں کا مجموعہ ہے۔ضرب اور الامثال۔ضَرب ''بیان کرنا'' کے معنی دیتا ہے اور امثال مِثل (مثال) کی جمع ہے۔مراد یہ کہ مثالیں بیان کرنا۔بہر حال یہ مثالیں خاص ہوتی ہیں۔مثال میں موجود چند الفاظ کے پیچھے ایک مکمل کہانی، ایک مکمل قصّہ ہوتا ہے۔ضَرب المثل سن کر پورا قصّہ یاد آ جاتا ہے۔

ضرب الامثال کو اُردو میں کہاوت کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ وضاحت کے لیے یہ ضرب المثال (کہاوتیں) دیکھیے۔

ٹیڑھی کھیر

ایک شخص نے کسی پیدائشی نابینا سے پوچھا:

''حافظ جی! کھیر کھاؤ گے؟'' حافظ جی نے کبھی کھیر نہیں چکھی تھی، پوچھا کھیر کیسی ہوتی ہے؟'' اس شخص نے کہا:''سفید''۔حافظ جی نے پوچھا:''سفید کس طرح کی ہوتی ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا:''جس طرح بگلا'' حافظ جی نے پوچھا:''بگلا کیسا ہوتا ہے؟'' اس شخص نے تنگ آ کر اپنے ہاتھ کو بگلے کی چونچ کی مانند بنا کر کہا''ایسا'' حافظ جی نے اس شخص کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا:''یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے! ہم اسے نہیں کھا سکیں گے۔'' یہ ضرب المثل (کہاوت) اس وقت سے مشہور ہے جو کسی ناممکن اور دشوار کام کے سلسلے میں بولی جاتی ہے۔

ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں

مشہور ہے کہ چار سوار دکن جا رہے تھے۔ایک کمھار بھی اپنے گدھے پر ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔دیکھنے والے یہی کہتے، یہ پانچ سوار کدھر جا رہے ہیں؟ تو کمھار جھٹ بول اُٹھتا''ہم پانچ سوار دکن جا رہے ہیں۔'' جب کوئی معمولی یا کم درجے کا شخص اپنے آپ کو بڑے درجے کے لوگوں میں شامل کرنا چاہے تو یہ ضرب المثل بولی جاتی ہے۔

چند ضَرب الامثال اور اُن کے معانی مندرجہ ذِیل ہیں:

	ضرب الامثال	معانی
1	آپ آئے بھاگ آئے۔	آپ کا آنا برکت کا باعث ہے۔یعنی ہماری قسمت جاگ اٹھی ہے۔
2	الٹے بانس بریلی کو۔	بریلی (ہندوستان کا علاقہ) میں بانس کثرت سے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی تاجر بانس فروخت کرنے کے لیے بریلی جائے تو کام الٹا ہوگا۔الٹے کام کے لیے کہتے ہیں۔"الٹے بانس بریلی کو"
3	بارہ برس دلّی میں رہے، بھاری ہی جھونکا کیے	کئی سال تک کسی جگہ رہنا اور معمولی کام ہی کرتے رہنا۔مراد یہ کہ ترقی نہ کرنا۔
4	پاک رہو بے باک رہو	نیک اور پرہیزگار شخص بے خوف اور نڈر رہتا ہے۔
5	جتنی چادر دیکھیے ،اتنے ہی پاؤں پھیلائیے	اپنی حیثیت کے مطابق کام کرنا چاہیے۔
6	سوت نہ کپاس، جولاہے سے لٹھم لٹھا	کام کے آغاز سے پہلے اس کے نتیجے پر لڑنا جھگڑنا۔
7	دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔	محبت دونوں جانب سے ہوتی ہے۔
8	رات گئی، بات گئی۔	موقع نکل جانے کے بعد کچھ ممکن نہیں ہوتا۔
9	شیخی اور تین کانے	شیخی مارنا اور پلے کچھ نہ ہونا۔
10	عید پیچھے ٹر	موقع نکل جانے کے بعد کام کرنا۔
11	حساب جو جو بخشش سو سو	حساب پائی پائی کا ہو اور بخشش کی کوئی حد نہیں ہوتی۔
12	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔	مصیبت اور مشکل میں پھنسے شخص کے لیے معمولی مدد بھی بہت ہوتی ہے۔

13	جس کی لاٹھی، اس کی بھینس	جس کے پاس طاقت ہوتی ہے، وہ مالک اور مختار ہوتا ہے۔
14	بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔	جب مراد پوری ہو جائے۔ جب مرضی کے مطابق کام مل جائے۔
15	ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ	بے محل بے جوڑ بات پر یہ کہاوت بولتے ہیں۔

چند مشہور ضرب الامثال / کہاوتیں

1- آم کے آم گٹھلیوں کے دام

2- آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

3- اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

4- دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

5- زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

6- طویلے کی بلا بندر کے سر

7- کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی

8- ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

9- باسی کڑھی میں ابال آنا

10- آ بیل مجھے مار

افعال کی اقسام (بالحاظ فاعل)

فعل معروف اور فعل مجہول

فعل کی تعریف کے تحت ہم پڑھ چکے ہیں کہ فعل وہ لفظ ہے، جس میں کچھ کرنے یا کچھ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور اُردو میں یہ جملے کے آخر میں آتا ہے۔

فعل معروف:

جس فعل یا فاعل کے متعلق معلوم ہو کہ کس نے کیا یا کس سے ہوا، اس کو ''فعل معروف'' کہتے ہیں۔ معروف کے معنی ہیں جانا پہچانا۔ مثلاً:

- ''ہم نے سبق پڑھا''۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سبق پڑھنے والے ''ہم'' تھے۔ یہاں فعل معروف کی حیثیت سے آیا ہے۔

فعل مجہول:

جس جملے میں کسی فاعل کا ذکر موجود نہ ہو، اسے ''فعل مجہول'' کہتے ہیں۔ مجہول کے معنی نامعلوم یا غیر معلوم۔ اس طرح فعل مجہول کا مطلب یہ ہوا کہ وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو مثلاً:

- ''سبق پڑھا گیا''۔

اس مثال میں یہ معلوم نہیں کہ سبق کس نے پڑھا، یعنی فاعل کا ذکر موجود نہیں۔

فعل معروف کی پہچان

عام طور پر فعل معروف کی پہچان حرفِ ربط ''نے'' سے ہوتی ہے مثلاً:

- حامد نے خط لکھا۔
- اکبر نے کتاب پڑھی۔
- اس نے ٹی وی دیکھا۔

دی گئی مثالوں میں ''نے'' سے پتہ چلتا ہے کہ لکھنا، پڑھنا اور دیکھنا ''فعل معروف'' ہیں۔ بعض فعل معروف ''نے'' کے بغیر بھی آتے ہیں مثلاً:

- میں بازار سے سامان لایا۔
- وہ سانپ دیکھ کر گھبرا گیا۔

ان جملوں میں فاعل معلوم ہے۔ اس لیے یہ دونوں یعنی لانا اور گھبرانا ''فعل معروف'' ہیں۔

فعل مجہول بنانے کے طریقے

- فعل معروف میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اسے مجہول بنایا جاتا ہے۔ مثلاً:

فعل معروف	فعل مجہول
کھایا	کھایا گیا
پیا	پیا گیا
لکھا	لکھا گیا

- فعل کا تعلق ماضی کے علاوہ حال اور مستقبل سے بھی ہوتا ہے۔ حال اور مستقبل کے حوالے سے فعل مجہول کی پہچان یہ ہوگی:

(حال کے حوالے سے)

فعل معروف	فعل مجہول
کھایا	کھایا جاتا ہے
پیا	پیا جاتا ہے
لکھا	لکھا جاتا ہے

(مستقبل کے حوالے سے)

فعل معروف	فعل مجہول
کھایا	کھایا جائے گا
پیا	پیا جائے گا
لکھا	لکھا جائے گا

رموزِ اوقاف (Punctuation)

"اوقاف" ان نشانات یا علامات کو کہتے ہیں، جو ایک جملے کو دوسرے جملے سے یا ایک ہی جملے میں اس کے ایک حصّے کو دوسرے حصّے سے الگ کریں اور پڑھنے والے کو کم و بیش وقفے کا احساس دلا کر اس کا صحیح مطلب اخذ کرنے میں مدد دیں۔

اردو میں جو علامات رائج ہو چکی ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل علامات زیادہ استعمال میں لائی جاتی ہیں:

ختمہ (۔) (Full Stop)

اُردو زبان میں ہر جملے کے خاتمے پر جو علامت لگائی جاتی ہے اسے ختمہ کہتے ہیں۔ ختمہ دو جملوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔

سکتہ (،) (Comma)

جب کسی جملے میں تھوڑا سا ٹھہراؤ آئے تو اس کے لیے جو علامت استعمال ہوتی ہے، اسے سکتہ کہتے ہیں۔ یہ نشان ایک چھوٹی سی الٹی واؤ کی صورت میں لگایا جاتا ہے۔ اس سے جملے کے بعض اجزا کو جُدا جُدا رکھنے اور عبارت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے استعمال کے چند نمونے دیکھیے:

(الف) ایک ہی قسم کے کلمے کو ان تین یا تین سے زائد الفاظ کے درمیان جو ساتھ ساتھ استعمال کئے گئے ہوں۔

- آپ کا فیصلہ بروقت، دُرُست اور متوازن تھا۔
- میں اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم اور لاہور سے ہوتا ہوا کراچی پہنچا تھا۔

(ب) ایک ہی درجے کے جوڑا جوڑا لفظوں سے بنے ہوئے جملوں کے درمیان مثلاً:

- نزلہ ہو یا زکام، کھانسی ہو یا بخار، یہ دوا ہر حال میں مناسب ہے۔

(ج) جملے کے ایسے اجزا کے درمیان، جو تشریحی ہوں۔

- یہ جھیل تیس ہزار میٹر لمبی، ڈیڑھ ہزار میٹر چوڑی اور پچاس میٹر گہری ہے۔

(د) ایسے اسما یا ضمائر کے درمیان جو ایک کو دوسرے کا متبادل ٹھہراتے ہیں مثلاً:

- یہ کتاب شاعرِ مشرق، علامہ اقبالؒ کی شاعری پر گہری روشنی ڈالتی ہے۔

(ہ) ایسے چھوٹے چھوٹے جملوں کے درمیان جو ایک ہی جملے کا حصہ ہوں مثلاً:

- وہ سو کر اٹھا، ہاتھ منہ دھویا، ناشتہ کیا، بستہ اٹھایا اور سکول پڑھنے چلا گیا۔

(و) جملے کا الجھاؤ دور کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً:

- امجد، رشید، احمد اور اکرم چاروں وہاں موجود تھے۔

سوالیہ یا استفہامیہ (؟) (Sign of Interogation)

جب کسی جملے میں حروفِ استفہام یعنی کب، کیسے، کیوں اور کہاں کے حوالے سے کوئی بات پوچھی جائے تو آخر میں لگائے جانے والے نشان کو سوالیہ یا استفہامیہ کہا جاتا ہے۔

- کیا آپ نے کھانا کھایا ہے؟
- آپ کہاں جائیں گے؟
- آپ کی عمر کیا ہے؟

ندائیہ، فجائیہ یا استعجابیہ (!) (Sign of Exclaimation)

جب کسی جملے میں کسی کو مخاطب کیا جائے، حیرت یا جذبات کا اظہار کیا جائے تو اس کے آخر میں جو علامت لگائی جاتی ہے اسے خطابیہ، ندائیہ استعجابیہ یا فجائیہ کہتے ہیں۔

- ہائے اللہ! یہ کیسے ہوا؟
- واہ واہ! کیسی خوبصورت قوسِ قزح ہے۔
- بہت خوب! تم نے بہت اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔
- ہیں! یہ تم تھے۔

خطابیہ الفاظ کے آخر میں بھی یہ نشان ڈالا جاتا ہے۔ مثلاً:

- صدر محترم!
- خواتین وحضرات!
- لوگو!

تعجب کی صورت میں اسے ''استعجابیہ'' کہتے ہیں۔

واوین ('' '') (Inverted Commas)

جب کسی کا قول، بیان یا کسی عبارت سے کوئی اقتباس درج کرنا ہو تو اس کے شروع اور آخر میں لگنے والے نشانات کو واوین کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

- اکرم بولا: ''میں کھانا کھاؤں گا۔''
- سر سیّد احمد خاں اپنے ایک مضمون ''خوشامد'' میں لکھتے ہیں:

''ناموری کی مثال بہت عمدہ خوشبو کی ہے، جب ہوشیاری اور سچائی سے ہماری واجب تعریف ہوتی ہے تو اس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے، جیسا عمدہ خوشبو کا۔''

تفصیلیہ (:-)

جب عبارت میں اشخاص، مقامات یا چیزوں کی تفصیل دینا مقصود ہو تو جو علامت لگائی جاتی ہے اسے ''تفصیلیہ'' کہتے ہیں۔ یہ نشان اوپر تلے دو چھوٹے چھوٹے نقطوں اور ان کے آگے ایک خطے پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ نشان عام طور پر ان جملوں کے آخر میں لگایا جاتا ہے، جن میں ''حسبِ ذیل'' یا ''مندرجہ ذیل'' یا ''نیچے لکھے گئے'' وغیرہ الفاظ استعمال کئے گئے ہوں۔

- مندرجہ الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کیجیے:-
- حسبِ ذیل اشعار کی تشریح کیجیے:-

قوسین ( ) (Brackets)

عبارت میں جملہ* معترضہ یا اندرونی وضاحت بیان کرنے کے لیے جو علامت استعمال کی جاتی ہے اسے قوسین کہتے ہیں مثلاً:

- میرا بھائی اسلم (جو سب سے چھوٹا تھا) گذشتہ ماہ وفات پا گیا۔
- ناصر صاحب (جو ہمارے پڑوسی تھے) کل دوبئی روانہ ہو گئے۔

جملہ معترضہ:

وہ جملہ جس کی موجودگی یا غیر موجودگی سے اصل عبارت کے مفہوم میں کوئی فرق نہ آئے۔

متشابہ الفاظ

ہماری اُردو زبان میں بہت سے ایسے الفاظ موجود ہیں، جن کی آوازیں اگرچہ ایک جیسی ہیں لیکن ان کی اِملا اور معانی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں مثلاً:

- ہال: بڑا کمرہ　　　　حال: کیفیت
- گلہ: جانوروں کا گروہ　　　　گِلہ: شکوہ

اس قسم کے الفاظ کو "متشابہ الفاظ" کہا جاتا ہے۔ ذیل میں متشابہ الفاظ کی اِملا اور ان کے معانی کے فرق کو واضح کیا گیا ہے:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آرا	لکڑیاں چیرنے والا آلہ	آراء	رائے کی جمع
آم	ایک پھل	عام	معمولی
آر	آری، چیرنے کا اوزار	عار	شرم
ارض	زمین	عرض	التجا، چوڑائی
ارضی	زمین سے تعلق رکھنے والی	عرضی	درخواست
امارت	امیری	عمارت	مکان
الم	رنج، دکھ	علم	جھنڈا
احتراز	بچنا، پرہیز کرنا	اعتراض	عیب نکالنا، کیڑے نکالنا
بہرا	جو سنتا نہ ہو	بہرہ	حصّہ، نصیب، مقدّر
بے باک	نڈر، بے خوف	بے باق	حساب صاف کرنا

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
پارا	ایک سفید دھات، سیسہ	پارہ	ٹکڑا، پُرزہ
پِیر	ہفتے کا پہلا دن	پیر	بزرگ، بوڑھا
تانا	سایہ، چھاؤں	طعنہ	طنز کرنا
تارک	ترک کرنے والا، چھوڑنے والا	طارق	رات کا مسافر/ایک نام
تاک	انگور	طاق	ماہر
چارا	مویشیوں کی خوراک	چارہ	تدبیر، علاج
حل	حل کرنا	ہل	کاشتکاری میں استعمال ہونے والا ایک اوزار
ہلکا	جو بھاری نہ ہو	حلقہ	دائرہ
حامی	حمایت کرنے والا	ہامی	اقرار کرنا، تسلیم کرنا
حذر	پرہیز	حضر	قیام
خار	کانٹا	خوار	ذلیل
روزہ	روزہ (اسلام کا رکن)	روضہ	مقبرہ
زن	عورت	ظن	گمان، خیال
سدا	ہمیشہ	صدا	آواز
اسرار	راز، چھپا ہوا	اصرار	ضد کرنا، تاکید کرنا

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سبا	ملک کا نام	صبا	بہار کی ہوا، پُروا، مشرق کی جانب سے آنے والی ٹھنڈی ہوا
سریر	پلنگ، تخت	صریر	قلم کی آواز
سیاہ	کالا رنگ	سیاح	سیر کرنے والا
شک	شبہ	شق (ہونا)	پھٹنا
شرح	کھول کر بیان کرنا	شرع	شریعت
ثواب	اجر	صواب	صحیح ہونا
صاحب	جناب	صائب	صحیح، دُرُست
کاش	کلمۂ افسوس	قاش	ٹکڑا
کسر	زیر، حصّہ	قصر	محل
کد	ضد	قد	اونچائی
کمر	بدن کا حصّہ	قمر	چاند
کاری	سخت، مؤثر	قاری	پڑھنے والا
کلی	غنچہ	قلعی	دھات کا نام
کثرت	زیادہ ہونا	کسرت	ورزش
کوس	فاصلہ	قوس	کمان
مُشک	پانی بھرنے والی چمڑے کی مشک	مشق	بار بار دہرانا

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مکرّر	دوبارہ	مقرر	قائم
مزارع	کھیت میں کام کرنے والا کاشت کار	مضارع	ایک فعل
مامور	مقرر	معمور	بھرا ہوا
محدود	تھوڑا	معدود	گِنا ہوا
نکتہ	باریک بات	نقطہ	نشان
نذیر	ڈرانے والا/ نام	نظیر	مثال
ممبر	رکن	منبر	خطیب کے بیٹھنے کی جگہ
بونا	فصل کے لیے بیج ڈالنا	بونا	چھوٹے قد والا
مَلَک	فرشتہ	مَلِک	سردار، آقا
مِہر	سورج	مِہر	نرمی

مترادف الفاظ

اُردو زبان ایک وسیع زبان ہے۔اس زبان میں جہاں ایک طرف عربی، فارسی، ہندی، تُرکی، انگریزی، پرتگیزی اور ولندیزی زبان کے الفاظ شامل ہیں تو دوسری طرف سندھی، پنجابی، پشتو اور بلوچی کے بھی سینکڑوں الفاظ ملتے ہیں۔اب یہ تمام الفاظ اردو زبان کا حصّہ بن چکے ہیں۔ان میں سے اکثر الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ان ہم معنی الفاظ کو ”مترادف الفاظ“ کہتے ہیں۔

مترادف الفاظ سیکھنے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب ہم اُردو زبان بولتے یا لکھتے ہیں تو مناسب الفاظ کا انتخاب کرنے میں آسانی رہتی ہے اور موقع محل کے مطابق ہمیں مناسب الفاظ دستیاب ہو جاتے ہیں۔ذیل میں مترادف الفاظ کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

الفاظ	مترادف الفاظ
آبرو	عزت، ناموس، نام، اعتبار، قدر و منزلت، لاج
آتش	آگ، آلاؤ، شعلہ
آرام	سکون، چین، راحت، امن
آرزو	خواہش، حسرت، تمنّا، ارمان، مراد، امید
آرائش	زیبائش، سنگار، سجاوٹ، بناؤ
آڑھا	ٹیڑھا، ترچھا
آزاد	فارغ، بے پروا، بے غم، بے خوف، من موجی، بے نیاز، خود مختار
آزادی	رہائی، خود مختاری، خلاصی، چھٹکارا

الفاظ	مترادف الفاظ
آزُردہ	اُداس، غمگین، دُکھی، ناخوش
آس	اُمید، سہارا، آسرا، اعتبار
آسرا	بھروسا، اُمید، اعتبار، سہارا
آشنا	دوست، شناسا، واقف
آغاز	پہل، ابتدا، شروع، تمہید
آفت	مصیبت، سختی، بلا، مشکل، وبال
آنچ	گرمی، سینک، تپش، حرارت
بُلند	اونچا، عالی، فراز
بلند پایہ	عالی مرتبہ، عالی مقام، بلند مرتبہ
بناوٹ	دکھاوا، تصنّع، ظاہرداری
بوجھل	وزنی، گراں بار، بھاری
بونا	پست قد، کوتاہ قد، ٹھنگنا
بھاؤ	قیمت، نرخ، مول
بُہتان	تہمت، الزام، عیب
بھرم	اعتماد، اعتبار، ساکھ، عزّت، بہشت
بھکاری	گداگر، فقیر، منگتا، بِھک منگا
بھول	خطا، لغزش، چُوک، سہو، غلطی، قصور، بےخبری، غفلت

الفاظ	مترادف الفاظ
بے گانہ	اجنبی، پرایا، غیر
بے چارہ	مسکین، عاجز، معذور، مجبور، مفلس، غریب، بے اختیار
بے وقوف	بے عقل، احمق، نادان، پھوہڑ، بے شعور
پاجی	خوار، ذلیل، کمینہ
پونجی	سرمایہ، جائیداد، کمائی
تباہ	ویران، برباد، خراب، خستہ حال
تحفہ	نذرانہ، سوغات، ڈالی، ارمغان
تلخ	بدمزہ، کڑوا، بدذائقہ، ناگوار
تقدیر	نصیب، قسمت، بخت، بھاگ
تماشا	کرتب، کھیل، شعبدہ، بازی گری
ٹھگ	لُٹیرا، دغاباز، فریبی، نوسرباز
جاہ	رُتبہ، مرتبہ، عزّت، شان وشکوہ، حشمت
جزا	صلہ، بدلہ
جستجو	تلاش، تجسس، کھوج
جمال	خوب صورتی، خوبی، روپ، جوبن، حسن
چال چلن	رویّہ، کردار، روش، عادت، طریقہ
آؤ بھگت	خاطر تواضع، عزت، قدر و منزلت، احترام
ابتدا	اوّل، شروع، آغاز، پہل

الفاظ	مترادف الفاظ
اِبنُ الوقت	خودغرض، مطلبی، زمانہ ساز
اِتحاد	ایکا، اتفاق، دوستی، الفت، میل ملاپ
اُجاڑ	ویران، غیر آباد، برباد
اُجرت	مزدوری، صلہ، بدلا، معاوضہ
اُجالا	روشنی، ضیا، نور، ضو
اچانک	یک دم، یکا یک، اتفاقاً، بے خبر
اِحسان	بھلائی، نیکی، مہربانی، نوازش، کرم
اُداس	دل گیر، غمگین، غم زدہ، اَفسُردہ
افسانہ	قصّہ، کہانی، داستان
اقبال	مقدّر، قسمت، نصیب، بھاگ
انتہا	انجام، حد، اخیر، آخر
اودھم	جھگڑا، ہلڑ، فساد، ہنگامہ
باریک	پتلا، مہین، نازک، لطیف
بازی	تماشا، کھیل، شرط، کرتب
بخت	نصیب، اقبال، قسمت، مقدّر، تقدیر، مقسوم، بھاگ
بخشش	عطیہ، انعام، خیرات، داد و دہش
برعکس	اُلٹا، متضاد، مختلف، خلاف

الفاظ	مترادف الفاظ
برگزیدہ	سرکش، باغی، مخالف، دشمن
بڑائی	بزرگی، عظمت، فوقیت، برتری
بڑبولا	شیخی خورہ، بکواسی، گپی، بے ہودہ گو
بڑھیا	بہتر، برتر، قیمتی، نہایت اعلیٰ، بیش قیمت
بُزدل	کمزور، ڈرپوک، بودا، کم ہمت
بزم	محفل، انجمن، مجلس، حلقہ
بُغض	کینہ، عناد، حسد، دشمنی، لاگ، عداوت
بلا	آفت، صدمہ، دکھ، عذاب، سختی
جھگڑا	فساد، دنگا، بکھیڑا، نفاق
چرچا	دھوم، شہرہ، شہرت
چوٹ	ضرب، زخم، صدمہ، تکلیف
حادثہ	صدمہ، وقوعہ، سانحہ، واقعہ
حاسد	دشمن، بداندیش، بدخواہ، عدو، رقیب
حُجت	اعتراض، تکرار، چوں وچرا
خبط	جنوں، دیوانگی، سودا
خلش	کھٹک، چبھن، چسک، ٹیس، درد
خلق	عادت، خُو، سرشت، مزاج، طبیعت، خصلت

الفاظ	مترادف الفاظ
خیال	توجّہ،فکر، دھیان،سوچ
خیانت	بددیانتی، بے ایمانی،غبن، چوری
خیر	بھلائی، عافیت، بہتری، خیریت، سلامتی
خیر باد	خداحافظ، رخصت، الوداع
داستان	کہانی،قصّہ، افسانہ، ماجرا،خصلت، سرگزشت
داغ	دھبا، نشان، بٹہ، عیب
درخواست	گزارش، التجا، التماس، عرضی، عرض داشت، عریضہ،عرض حال
درہم برہم	تباہ وبرباد، زیروزبر، تہ وبالا
دکھ	پریشانی، تکلیف، عارضہ، آزاد،سختی،غم، مرض
دلیری	بہادری، جرأت ، جواں مردی،شجاعت
دوست	ساتھی، ہم خیال، رفیق، حبیب
دھوکا	دغا، مکر، فریب
دیکھ بھال	نگہداشت، خبرگیری، پرورش، نگہبانی
ڈھنگ	طور، طریقہ، روش، چلن، وضع، سیرت، رویہ
ذائقہ	لذّت، مزہ، لطف، چاشنی
ذہین	دانا، زیرک، تیزفہم، ہوشیار، عقل مند

مُتضاد الفاظ

جن الفاظ کے معنی ایک دوسرے کے اُلٹ ہوں، انھیں ہم ''متضاد الفاظ'' کہتے ہیں: مثلاً

- اوپر۔ نیچے
- آزاد۔ غلام
- آگ۔ پانی

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
آغاز	انجام	آباد	ویران
آقا	غلام	آسان	مشکل
آزاد	غلام	آزادی	غلامی
آگ	پانی	آس	یاس
آگے	پیچھے	آبادی	ویرانہ
اوّل	آخر	ابتدا	انتہا
اِقرار	انکار	اچھا	برا
اُجلا	میلا	امیر	غریب
امیری	غریبی	اعلیٰ	ادنیٰ
اَزل	اَبد	اُوپر	نیچے
اونچ	نیچ	اُستاد	شاگرد
انسان	حیوان	اکثریت	اقلیت
انعام	سزا	اتار	چڑھاؤ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اپنے	پرائے	اپنا	پرایا
امن	جنگ	امانت	خیانت
اتفاق	نفاق	اصل	نقل
قاتل	مقتول	اقبال	ادبار
اندر	باہر	امر	نہی
اضطراب	قرار،سکون	اونچا	نیچا
بڑا	چھوٹا	بڑائی	چھوٹائی
بہار	خزاں	باقی	فانی
بوڑھا	بچہ	بُعد	قرب
بیش	کم	بُلند	پست
بلندی	پستی	بند	کھلا
خورد	کلاں	بھاری	ہلکا
باسی	تازہ	بائیں	دائیں
کم گو	بسیارگو	بیمار	تندرست
تاریک	روشنی	تحریر	تقریر
تلخ	شیریں	تنگ	کشادہ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
تفریق	جمع	تر	خشک
تیز	کُند	توحید	شرک
پہلا	آخری	پورب	پچھّم
پھول	کانٹا	پیادہ	سوار
پختہ	خام	پرانا	نیا
پاس	فیل	پالتو	جنگلی
ثواب	عذاب، گناہ	جنت	جہنم، دوزخ
جنگ	امن، صلح	جینا	مرنا
جیت	ہار	جوانی	بڑھاپا
جدید	قدیم	جاہل	عالم
چُست	سُست	چُستی	سُستی
چاہت	نفرت	حق	باطل
حلال	حرام	حیات	موت
حاکم	محکوم	خوشی	غمی
خاص	عام	خادم	مخدوم
خیر	شر	خزاں	بہار
دکھ	سکھ	دھوپ	چھاؤں

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
داخل	خارج	دیوانہ	فرزانہ
دنیا	آخرت	دایاں	بایاں
درآمد	برآمد	دور	نزدیک
دن	رات	دلیر	بزدل
دوست	دشمن	ذلت	عزّت
ذہین	کُند ذہن	روشن	تاریک
روشنی	اندھیرا	رحمت	زحمت
رغبت	نفرت، اکتاہٹ	راہ بر	راہ زن
زندگی	موت	زندہ	مُردہ
زبانی	تحریری	زہر	تریاق
زرخیز	بنجر	زیاں	سُود
سیاہ	سفید	سیاہی	سفیدی
سوال	جواب	سرما	گرما
سچا	جھوٹا	ستھرا	گندا
سفر	حضر	ساکن	متحرک
سگھڑ	پھوہڑ	سخت	نرم
سختی	نرمی	سونا	جاگنا

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
سستا	مہنگا	سیدھا	ٹیڑھا
سخی	کنجوس	شاہ	گدا
شادی	غم	شب	روز
شہید	غازی	شکست	فتح
شہرت	گم نامی	صبح	شام
شریف	بدمعاش،شریر	صغیر	کبیر
صاف	گندا	ضعیف	قوی
صادق	کاذب	طلوع	غروب
ضرر	نفع	گل	خار
طاق	جُفت	طول	عرض
ظلمت	نُور	ظاہر	باطن
علم	جہالت،جہل	عالم	جاہل
ظالم	مظلوم	عارضی	مستقل
عروج	زوال	غائب	حاضر
غلط	صحیح	غُصّہ	پیار
فراخ	تنگ	فراخی	تنگی

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
فربہ	لاغر	فنا	بقا
فائدہ	نقصان	قریب	بعید
قلیل	کثیر	قانع	حریص
قدرتی	مصنوعی	کُفر	اسلام
کثرت	قلّت	کچا	پکا
کھرا	کھوٹا	کہنہ	نو
گرم	سرد	گرمی	سردی
گیلا	سوکھا	گورا	کالا
گستاخ	مؤدب	لڑائی	صلح
نیند	بیداری	مد	جذر
مسافر	مقیم	مشرق	مغرب
مہمان	میزبان	ماہر	اناڑی
مضر	مفید	مالک	نوکر
موافق	مخالف	میٹھا	کڑوا
مہذّب	گنوار	محتاج	غنی
مرکّب	مفرد	میدانی	پہاڑی

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
نشیب	فراز	نرمی	سختی
نیکی	بدی	نیک	بد
ناقص	کامل	نڈر	ڈرپوک
وجود	عدم	وحدت	کثرت
ہنسنا	رونا	یقین	شک

سابقے اور لاحقے

سابقہ یا لاحقہ دراصل ایک حرف یا ایک لفظ ہوتا ہے، جو کسی اسم کے شروع یا بعد میں لگایا جاتا ہے۔

سابقے: شروع میں لگنے والے حرف یا لفظ کو ''سابقہ'' کہتے ہیں۔

لاحقے: بعد میں لگنے والے حرف یا لفظ کو ''لاحقہ'' کہتے ہیں۔

سابقوں اور لاحقوں کے استعمال سے ہم مختلف طرح کے بامعنی الفاظ بنا کر اپنی گفتگو اور تحریر کا دائرہ وسیع کر سکتے ہیں۔

ذیل میں سابقوں اور لاحقوں سے بننے والے الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے۔ سابقوں اور لاحقوں کے سامنے قوسین میں ان کے معانی بھی درج کیے گئے ہیں:

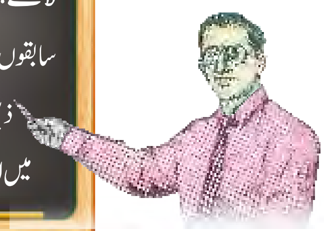

سابقے	الفاظ
اَن (نہیں، نہ)	ان گنت، ان مول، ان جان، ان پڑھ
اہل (والے)	اہلِ دل، اہلِ علم، اہلِ فن، اہلِ ہنر، اہلِ بیت
با (کے ساتھ، والا)	باوفا، باادب، باکمال، باوقار، باقاعدہ
بد (برا)	بدچلن، بدباطن، بدنصیب، بدمذاق، بدزبان، بدمزاج
بے (بغیر)	بےادب، بےعمل، بےعلم، بےعقل، بےمثال، بےنصیب، بے پروا، بے کار
پا (پاؤں)	پازیب، پامال، پابند، پاجامہ
پُر (بھرا ہوا)	پُرمعنی، پُرنور، پُروقار، پُرکیف، پُرزور، پُرتاثیر، پُراسرار
تنگ (چھوٹا، کم)	تنگ نظر، تنگ دل، تنگ دست
چو (چار)	چوکور، چوپایہ، چوراہا، چوبیس، چوبرجی

سابقے	الفاظ
خوش (اچھا)	خوش خط،خوش رنگ،خوش لباس،خوش مزاج،خوش اخلاق
خیر (بھلا)	خیرخواہ،خیرطلب،خیرسگالی،خیراندیش
خود (آپ)	خوددار،خودسر،خودغرض،خودپسند،خودمختار،خودنما
سر (اونچا)	سرتاج،سرچشمہ،سرحد،سردار،سرگرم،سرورق،سربلند
صاحب (والا)	صاحبِ ذوق،صاحبِ اختیار،صاحبِ دل،صاحبِ علم،صاحبِ عقل،صاحبِ نظر
غیر (نہیں،نہ)	غیرممکن،غیرمفید،غیرحاضر،غیرواجب
کم (تھوڑا)	کم حوصلہ،کم زور،کم عقل،کم نظر،کم یاب،کم اصل
لا (نہیں)	لازوال،لاحاصل،لاثانی،لاعلاج،لاوارث،لاجواب
ن (نہیں،بغیر)	نڈر،نہتا،نکما،نکھٹو
ہم (ساتھ)	ہم درد،ہم چشم،ہم خیال،ہم جماعت،ہم دم،ہم سایہ،ہم عمر،ہم سفر
یک (ایک)	یک رنگ، یک جان، یک دل، یک جا، یک سُو، یکتا

لاحقے:

لاحقے	الفاظ
آور (والا)	زورآور، بخت آور (بختاور)، دل آور (دلاور)، نام آور (نامور)،قدآور
بان (والا)	دربان،مہربان،نگہبان،فیل بان،کوچ بان
بند (باندھنے والا)	پابند،دل بند،تہ بند،کمر بند،نظر بند،قلم بند
پا (پیر)	پس پا،گریز پا

لاحقے	الفاظ
پوش (ڈھانپنے والا)	پاپوش، میز پوش، گرد پوش، سرپوش، گُل پوش، سیاہ پوش، سفید پوش
پور (ظرفِ مکان)	بہاول پور، جلال پور، لارنس پور، احمد پور، ہری پور
تر (تفضیل)	بدتر، بہتر، خوب تر، کم تر
ترین (تفضیلِ کل)	بدترین، بہترین، خوب ترین، کم ترین
چہ (چھوٹا)	باغیچہ، خوانچہ، دیگچہ، دریچہ، کوچہ، صندوقچہ
چی (والا)	توپچی، خزانچی، دیگچی، صندوقچی
خواہ (چاہنے والا)	بدخواہ، بہی خواہ، خیرخواہ
دار (رکھنے والا)	جان دار، زردار، حق دار، عیب دار، دل دار، نام دار، مال دار
دان (رکھنے والا)	پائیدان، خاک دان، حساب دان، پان دان، عطردان، گُل دان، قلم دان
سار (والا)	شرمسار، خاکسار، کوہسار
ستان (جگہ)	پاکستان، کوہستان، ترکستان، نخلستان، گلستان
گار (کرنے والا)	پرہیزگار، خدمت گار، مددگار، طلب گار
گر (کرنے والا)	بازی گر، جادوگر، زرگر، ستم گر، غارت گر، کاری گر

لاحقے	الفاظ
گاہ (جگہ)	پناہ گاہ، آرام گاہ، شکار گاہ، قتل گاہ، قیام گاہ، عیدگاہ
گری (کرنے کا فن)	سپہ گری، سوداگری، گداگری، کاری گری
گیر (پکڑنے والا)	آتش گیر، دست گیر، دل گیر، پناہ گیر
مند (والا)	حاجت مند، تنومند، دردمند، خردمند، عقل مند
مار (مارنے والا)	تیس مار، مکھی مار، چڑی مار
ناک (بھرا ہوا، والا)	الم ناک، اندوہ ناک، خوف ناک، دردناک، خطرناک، غم ناک
ور (والا)	تاج ور، پیشہ ور، دانش ور، نام ور

تلفّظ اور اِعراب

دو یا دو سے زیادہ الفاظ کو ملانے سے لفظ بنتا ہے۔ ہر لفظ کو صحیح انداز میں پڑھنے کے لیے ایک مخصوص طریقہ ہوتا ہے۔ اس مخصوص طریقے کو ''تلفّظ'' کہتے ہیں۔

صحیح لفظ بنانے اور صحیح تَلَفّظ ادا کرنے کے لیے الفاظ کے مختلف حروف پر الگ الگ نشان لگائے جاتے ہیں۔ ان نشانات کو ''اِعراب'' کہتے ہیں۔ اِعراب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱- زبر: (ـَـ)

یہ نشان حرف کے اوپر ایک چھوٹی سی ٹیڑھی لکیر کی صورت میں لگایا جاتا ہے۔ اسے عربی میں ''فتحہ'' کہتے ہیں جیسے ''رَب'' میں ''ر'' کے اوپر زبر ہے۔

۲- زیر: (ـِـ)

اسے عربی میں ''کسرہ'' کہتے ہیں۔ یہ نشان حرف کے نیچے لگایا جاتا ہے۔ جیسے ''بِل'' کی ''ب'' کے نیچے زیر لگایا جاتا ہے۔

۳- پیش: (ـُـ)

پیش کو عربی میں ''ضمّہ'' کہتے ہیں۔ یہ نشان حرف کے اُوپر لگایا جاتا ہے۔ جیسے ''تُم'' کے ''ت'' پر پیش لگایا جاتا ہے۔

۴- جزم: (ـْـ)

یہ نشان جس حرف کے اوپر لگایا جاتا ہے وہ ''ساکن'' کہلاتا ہے۔ اس پر زبر، زیر اور پیش نہیں لگایا جاتا مثلاً: سَرْ دی (سَ رْ دی) میں ''س'' پر زبر اور ''ر'' پر جزم لگائی جاتی ہے

۵- تشدید: (ـّـ)

اسے حرف کے اُوپر لگایا جاتا ہے۔ جس حرف پر تشدید لگائی جائے اسے (۲) دو بار پڑھا جاتا ہے۔ جیسے

- ابّا (اب با)۔

اہم بات

اُردو میں ہر لفظ کا آخری حرف ساکن ہوتا ہے۔

اس میں ''ب'' پر تشدید ہے یعنی ''ب'' دو بار پڑھی جاتی ہے لیکن تشدید لگانے کی صورت میں ہم اسے ایک بار ہی لکھتے ہیں۔

٦-تنوین: (ً ، ٍ ، ٌ)

یہ نشان دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی شکل میں لگایا جاتا ہے۔ تنوین لگا کر پڑھنے سے اس لفظ کے آخر میں ن کی آواز آتی ہے۔ مثلاً:

الف:	الف پر دو زبر لگا کر پڑھنے سے (اً) کا تلفّظ ''اَن'' ہوگا۔
ب:	ب کے نیچے دو زیر لگا کر پڑھنے سے (بٍ) کا تلفّظ ''بِن'' ہوگا۔
ج:	م کے اوپر دو پیش لگا کر پڑھنے سے (مٌ) کا تلفّظ ''مُن'' ہوگا۔ کسی حروف پر دو پیش لگانے کے لیے ایک پیش سیدھا اور ایک الٹا (ٌ) لکھا جاتا ہے۔

۷-مَد (آ):

یہ نشان اردو الفاظ میں صرف الف کے اُوپر ہی لگایا جاتا ہے اور الف کو کھینچ کر لمبی آواز کے ساتھ پڑھا جاتا ہے مثلاً:

- ''آم''

۸-کھڑا زبر (ٰ):

یہ اصل میں زبر کی طرح ہوتا ہے لیکن زبر کی طرح اسے ٹیڑھا لکھنے کی بجائے چھوٹی سی لکیر کی شکل میں سیدھا لکھا جاتا ہے۔ جیسے مُوسیٰ۔ اس کا صحیح تلفّظ ''مُوسا'' ہوگا۔

۹-کھڑی زیر (ٖ):

کھڑی زیر ایک چھوٹی سی سیدھی لکیر کی صُورت میں حرف کے نیچے لگایا جاتا ہے مثلاً:

- ''آلِہٖ'' کھڑی زیر کی وجہ سے اس کا تلفّظ ''آلِہی'' ہوگا۔

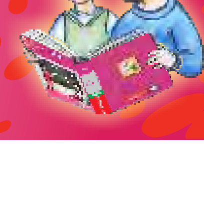

درج ذیل الفاظ کے اِعراب پر غور کیجیے اور ان کا صحیح تَلَفُّظ سیکھیے:

آخِری	آتِش کَدہ	اَقامَت	اَنجُمن
اِجازَت	اِصلاح	اُصول	اِجلاس
اِتّفاق	اِہتمام	اِعتماد	اَملاک
اَمن	اَشک	اِہمیّت	اِطّلاع
اِحساس	اِلتجا	اِستحکام	اُفُق
اِنعام	جَذب	دارُو	سَعادَت
بَرق	جَلد	دَخل	سُرعَت
بَشَر	چالاک	ذِلَّت	سَنّاٹا
بَرعکس	چُغد	ذِکر	سِحر (جادو)
پاکستان	حِجاز	رَحم	سَحَر (صبح)
پُروا	حِقارت	رَقص	سَیّارَہ
تَوَقُّع	حُکم	رُستم	شِرک
تعلُّقات	حاضِر	رَحمَت	شَناخت
تَپِش	حِمایَت	رَمز	شِفا
تَخت	حاجَت	رَہنُما	شامِل
تَخَلُّص	حِکایَت	زَحمَت	شَجَر
تَرَدُّد	حادِثہ	زَمانَہ	شَخص
تَہَجُّد	خُلد	زِراعَت	صِفَت

تصفیہ	خلوت	زرِمبادلہ	صبر
تنازع	خاتمہ	سمت	صدر
تجربہ	خلاف	سبق	صبح
توکل	خضر	سیاح	صلاحیت
تبسم	خاطر	سبقت	صدق
جدوجہد	درد	سموم	طلسم
جسم	دیانت	ساکن	طرف
جامد	دریافت	سرگزشت	طالب
جاہل	درگزر	سربلندی	طلبہ
ظالم	فکر	متحمل	معاہدہ
ظرف	فضا	مشورہ	محبت
ظہور	فصاحت	مطابقت	مطلع
عزم	فقط	مدہم	مقطع
عمل	قتل	مفصل	نہج
علم	قلم	معمار	نحوست
عقل	قرن	معاشرہ	نازک
علاج	قرض	مشترک	نجم
عرض	قربت	مضطر	نثر
عارفانہ	قفس	مفاسد	نظر
عرف	قلعہ	مشق	نذر

روزمرّہ اور محاورات

روزمرّہ کی تعریف: اہلِ زبان کی بول چال کو روزمرّہ کہتے ہیں، چاہے وہ زبان کے قواعد کے مطابق درست نہ ہو مثلاً:

'میں نے لاہور جانا ہے' درست نہیں بلکہ 'مجھے لاہور جانا ہے'۔
'میں ہر دن کالج جاتا ہوں' درست نہیں بلکہ 'میں ہر روز کالج جاتا ہوں'۔
'وہ دن بدن کمزور ہو رہا ہے' کی بجائے 'وہ روز بروز کمزور ہو رہا ہے'۔

محاورہ کی تعریف:

جب اسم اور فعل اپنے اصل معنی کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو تو اسے ''محاورہ'' کہا جاتا ہے۔ محاورے میں اسم ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ محاورات کے الفاظ میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

مثال کے طور پر ''پگڑی اتارنا'' اور ''شیر و شکر ہونا''، پر غور کیجیے۔ یہاں پگڑی اتارنے کا مطلب ''پگڑی سر سے اتار'' کر رکھنا نہیں ہے بلکہ کسی کی بے عزّتی کرنا ہے۔ اور ''شیر و شکر ہونا'' کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دودھ اور چینی کا اکٹھے ہونا بلکہ اس کا مفہوم ہے آپس میں محبت سے رہنا۔

ان محاورات میں الفاظ کا مطلب اپنے حقیقی معنوں سے مختلف ہے یعنی یہ ان کا مجازی مطلب ہے۔ محاورات کو اسی طرح استعمال کیا جاتا ہے، جس طرح اہلِ زبان عام طور پر انھیں استعمال کرتے ہیں۔ ''چار چاند لگنا'' کو ہم ''آٹھ چاند لگنا'' نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح ''آسمان سر پر اٹھانا'' کو ہم ''زمین سر پر اٹھانا'' نہیں کہہ سکتے۔

ذیل میں اہم محاورات، ان کے معانی اور جملوں میں استعمال پیش کیا جاتا ہے:

محاورات	معانی	جملے
آئیں بائیں شائیں کرنا	ٹالنا	اسد میری بات سن کر آئیں بائیں شائیں کر دیتا ہے۔
آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جانا	حیران رہ جانا	بہت سے نوٹ دیکھ کر عاصم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔
آگ برسنا	بہت زیادہ گرمی ہونا	جون کے مہینے میں آسمان سے آگ برستی ہے۔

محاورات	معانی	جملے
آبروخاک میں ملانا	عزّت برباد کرنا	اشرف نے چوری کر کے اپنے خاندان کی آبروخاک میں ملادی۔
آب آب ہونا	شرمندہ ہونا	جب شاہد کی چوری پکڑی گئی تو وہ آب آب ہو گیا۔
آب دیدہ ہونا	آنکھوں میں آنسو بھر لانا	اکرم نے بم دھماکے کی خبر سُنی تو آب دیدہ ہو گیا۔
آج کل کرنا	ٹالنا، جھوٹا وعدہ کرنا	میں جب بھی حسن سے پیسے مانگتا ہوں وہ ہمیشہ آج کل کرتا ہے۔
آسمان سر پر اٹھانا	بہت شور کرنا	کیرم کھیلتے ہوئے حسن اور فاران آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔
آگ بگولا ہونا	بہت غصّے میں ہونا	اختر اپنے بھائی کے قاتل کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔
آنکھیں چار ہونا	نظریں ملنا، ملاقات ہونا	ناہید آج کل مجھ سے ناراض ہے، اسی لیے مجھ سے آنکھیں چار نہیں کرتی۔
آنکھیں چرانا	نظریں نہ ملانا، کترانا	جاوید آج کل نہ جانے کیوں مجھ سے آنکھیں چرا کر گزرتا ہے۔
آنکھوں پر بٹھانا	بہت عزت دینا	اچھے شاگرد اپنے اساتذہ کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔
اوس پڑنا	مرجھا جانا	جب احمد کے کم نمبر آئے تو اس کی امیدوں پر اُوس پڑ گئی۔
اپنا سا منہ لے کر رہ جانا	شرمندہ ہونا جواب بن نہ پڑنا	جب اکبر نے پوری محفل کے سامنے رضوان کا جھوٹ ثابت کیا تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔
اُلٹی پٹی پڑھانا	بہکانا، ورغلانا	زاہد نے ساجد کو ایسی اُلٹی پٹی پڑھائی کہ وہ مجھ سے دُور ہو گیا۔
اُلٹی گنگا بہنا	قاعدے کے خلاف بات کرنا	اس گھر میں تو کوئی کام قاعدے سے نہیں ہوتا، اُلٹی گنگا بہتی ہے۔
اُمید بر آنا	خواہش کا پورا ہونا	امتحان میں اوّل آنے کے لیے میری امید بر آئی۔

محاورات	معانی	جملے
اَن بَن ہونا	جھگڑا ہونا	پیسوں کے لین دین میں اکرم اور اسلم کے درمیان اَن بن ہوگئی۔
اَوسان خطا ہونا	حواس گم ہونا	شیر کو دیکھتے ہی اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔
اُکتا جانا	تنگ آ جانا	شاید آپ میری باتوں سے اکتا گئے ہیں۔
ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہونا	سبھی ایک جیسے ہونا (اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا)	سبھی شریر لڑکے ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔
بات بگاڑنا	معاملہ خراب کرنا	آپ نے ہمارے مسئلے میں دخل اندازی کر کے بات بگاڑ دی ہے۔
بات کا بتنگڑ بنانا	بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا	بات تو معمولی تھی لیکن آپ نے بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے۔
بازی لے جانا	جیت جانا	ہمارا اسکول تمام کھیلوں میں بازی لے گیا۔
باغ باغ ہونا	بہت خوش ہونا	سہیل کی کامیابی کا سن کر اس کے والدین کا دل باغ باغ ہو گیا۔
بال کی کھال اتارنا	بہت چھان بین کرنا	احمد ہر بات میں بال کی کھال اُتارتا ہے۔
بیل منڈھے چڑھنا	کام مکمل ہو جانا	دس روز کی سخت محنت کے بعد وہ بیل منڈھے چڑھی ہے۔
بغلیں جھانکنا	جواب نہ بن پڑنا	استاد کے سوال پر رحیم بغلیں جھانکنے لگا۔
بے پر کی اڑانا	بے حقیقت بات کو اچھالنا	اسد ہمیشہ بے پر کی اُڑاتا ہے۔
بھیگی بلّی بننا	بظاہر مسکین لیکن اصل میں چالاک ہونا	ثاقب کی ظاہری صورت پر نہ جاؤ بظاہر وہ بھیگی بلّی بنا رہتا ہے اصل میں بہت سازشی ہے۔

محاورات	معانی	جملے
پیٹ بھر جانا	بھوک ختم ہو جانا	روکھی سوکھی کھا کر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
پگڑی اتارنا	بے عزتی کرنا	کسی کی پگڑی اتارنا شرفاء کا کام نہیں۔
پیٹ کا دوزخ بھرنا	بھوک ختم کرنا	پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے انسان دن رات کام کرتا ہے۔
پاپڑ بیلنا	مصیبتیں اٹھانا	ملازمت حاصل کرنے کے لیے اُسے بہت سے پاپڑ بیلنے پڑے۔
پالا پڑنا	واسطہ پڑنا	اُس کا مجھ سے پالا نہیں پڑا ورنہ اس کی اکڑفوں دور کر دیتا۔
پھولے نہ سمانا	بہت خوشی ہونا	انعام کا اعلان سن کر بابر پھولے نہ سمایا۔
تُرکی تمام ہونا	غرور ٹوٹ جانا	ناصر اپنے آپ کو سب سے لائق سمجھتا تھا مگر امتحان میں ناکام ہو کر اس کی ترکی تمام ہو گئی۔
تاک میں رہنا	موقع کی تلاش میں رہنا	امجد ہمیشہ مجھے نقصان پہنچانے کی تاک میں رہتا ہے۔
تختہ الٹنا	شکست دینا	محمد بن قاسم نے راجہ داہر کا تختہ الٹ کر برّصغیر میں مسلم حکومت کی بنیاد رکھی۔
تازہ دم ہونا	نئے سرے سے کام کے قابل ہونا	دوپہر کو کچھ دیر آرام کرنے سے انسان تازہ دم ہو جاتا ہے۔
ٹسوے بہانا	جھوٹ موٹ رونا	انعم سکول جاتے ہوئے ٹسوے بہانے لگی۔
ٹس سے مس نہ ہونا	اثر نہ کرنا	کمال اپنے والد کی مار کھا کر بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔

محاورات	معانی	جملے
جان پر کھیلنا	اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا	راشد نے جان پر کھیل کر اپنے بھائی کو ڈوبنے سے بچالیا۔
جان میں جان آنا	تسلی ہونا	اپنے پاس ہونے کی خبر سن کر جمیلہ کی جان میں جان آئی۔
جوتیوں میں دال بٹنا	آپس میں پھوٹ پڑنا	ان تینوں بھائیوں میں بہت اتفاق تھا لیکن آج حالت یہ ہے کہ جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔
جان چھڑکنا	صدقے واری جانا، بہت چاہنا	عامر اپنے چھوٹے بھائیوں پر جان چھڑکتا ہے۔
چوری کھلنا	بھید ظاہر ہونا	جب کامران کی چوری کھلی تو تمام لوگ اس سے نفرت کرنے لگے۔
چھکے چھوٹ جانا	گھبرا جانا، بدحواس ہو جانا	کارگل کے محاذ پر پاکستانی فوج نے ہندوستانی فوج پر ایسے حملے کیے کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے۔
چار چاند لگانا	عزت بڑھانا	آپ کی آمد نے ہماری محفل کو چار چاند لگا دیے۔
حرف آنا	الزام لگنا	ایسا کام مت کرو جس سے آپ کی عزت پر حرف آتا ہو۔
خون خشک ہونا	ڈر جانا، گھبرا جانا	پولیس کو دیکھتے ہی چور کا خون خشک ہو گیا۔
خواب دیکھنا	امید لگانا	وہ آج کل کروڑ پتی ہونے کے خواب دیکھ رہا ہے۔

محاورات	معانی	جملے
خون سفید ہونا	بے مروت ہونا	جب خون سفید ہوجائے تو کوئی کسی کو نہیں پہچانتا۔
خیالی پلاؤ پکانا	ایسی باتیں سوچنا جن کا کوئی وجود نہ ہو	خیالی پلاؤ پکانے والا انسان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔
خوشی سے ناچنا	خوشی کا اظہار کرنا	ورلڈ کپ جیتنے پر پاکستانی عوام خوشی سے ناچنے لگے۔
خون کے گھونٹ پینا	صبر کرنا، برداشت کرنا	اپنے والد کے خلاف باتیں سن کر امجد خون کے گھونٹ پینے لگا۔
دانت کھٹے کرنا	شکست دینا	غزوۂ بدر میں مسلمانوں نے کفار کے دانت کھٹے کیے۔
دم توڑنا	ختم ہوجانا، مرجانا	ریل گاڑی کے حادثے میں بہت سے لوگوں نے موقعے پر دم توڑ دیا۔
دل توڑنا	مایوس کرنا	آپ نے دعوت قبول نہ کرکے میرا دل توڑ دیا ہے۔
داغ بیل ڈالنا	آغاز کرنا، بنیاد رکھنا	محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرکے برّصغیر میں اسلامی معاشرے کی داغ بیل ڈالی۔
دام میں آنا	دھوکے میں آنا	باقر جعل ساز کے دام میں آکر اپنی تمام نقدی گنوا بیٹھا۔
دم میں دم آنا	تسلّی ہونا	امتحان میں پاس ہونے والوں کی فہرست میں اپنا نام دیکھ کر میرے دم میں دم آیا۔

محاورات	معانی	جملے
دن پھرنا	حالات بدل جانا	جب سے جاوید نے اپنا کاروبار شروع کیا ہے، اس کے تو دن گئے ہیں۔
دست بردار ہونا	کسی کام کو ترک کر دینا، چھوڑ دینا	میں اس ادارے کی رکنیت سے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔
دل بھر آنا	غمگین ہونا	صوبیہ کی کہانی سن کر میرا دل بھر آیا۔
دنگ رہ جانا	حیران رہ جانا	اکبر کی تیز رفتاری دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔
ڈیرے ڈالنا	قیام کرنا	زاہد نے احمد کے گھر مسلسل ڈیرے ڈال لیے ہیں۔
ڈکار تک نہ لینا	ہضم کر جانا	طاہر نے اسلم کے پیسے کھا کر ڈکار تک نہ لی۔
ڈنکا بجنا	شہرت ہونا	پورے شہر میں حاجی صاحب کی شرافت کا ڈنکا بجتا ہے۔
ڈھونگ رچانا	جھوٹ موٹ کچھ ظاہر کرنا	کچھ لوگ غربت کا ڈھونگ رچا کر لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں۔
راس آنا	موافق آنا	علی کو نیا گھر راس آ گیا ہے۔
رفو چکر ہونا	کھسک جانا، غائب ہو جانا، فرار ہو جانا	عامر عابد کی تمام رقم لے کر رفو چکر ہو گیا۔
رنگ فق ہونا	چہرے کا رنگ اڑ جانا	پولیس نے ندیم کو چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔
رونما ہونا	ظاہر ہونا	میرے ساتھ پہلی بار اس طرح کا واقعہ رونما ہوا ہے۔

محاورات	معانی	جملے
روشنی ڈالنا	کسی بات کی وضاحت یا تشریح کرنا	آپ ملکی حالات پر بھی کچھ روشنی ڈالیے۔
رنگ میں بھنگ ڈالنا	خوشی میں بدمزگی پیدا کرنا	حسن ہر موقعے پر رنگ میں بھنگ ڈالتا ہے۔
روپ دھارنا	بھیس بدلنا	علی نے بہت سے روپ دھارے لیکن اسے پہچان ہی لیا گیا۔
روٹیاں توڑنا	دوسرے کی کمائی کھانا	ناصر ہمیشہ بیٹھ کر روٹیاں توڑتا ہے لیکن کبھی کام کرنے کے بارے میں نہیں سوچتا۔
زد میں آنا	نشانے کے سامنے آنا	شکاری نے جیسے ہی بندوق چلائی ایک فاختہ اس کی زد میں آکر ہلاک ہوگئی۔
زمین میں گڑنا	بہت شرمندہ ہونا	اسد نے جب اپنے فیل ہونے کی خبر سنی تو وہ مارے شرم کے زمین میں گڑ گیا۔
زمین آسمان کے قلابے ملانا	بہت مبالغہ کرنا	کچھ لوگ اپنی ہی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔
زخموں سے چور ہونا	بہت زیادہ زخمی ہونا	وہ زخموں سے چُور ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔
زہر کے گھونٹ پینا	غصے کو ضبط کرنا	وہ راشد کے منہ سے گالیاں سن کر زہر کے گھونٹ پی کے رہ گیا۔
زہر اگلنا	بُری باتیں منہ سے نکالنا	اکبر ہمیشہ صغیر کے خلاف زہر اُگلتا رہتا ہے۔
سانس پھولنا	ہانپنے لگنا	وہ اتنا کمزور ہے کہ دو قدم چلنے سے اسکا سانس پھول جاتا ہے۔

محاورات	معانی	جملے
سانپ سونگھ جانا	خاموشی چھا جانا	استاد کے کمرے میں داخل ہوتے ہی تمام بچوں کو سانپ سونگھ گیا۔
سبز باغ دکھانا	فریب دینا	جاوید نے ناصر کو سبز باغ دکھا کر اس کی ساری رقم لوٹ لی۔
سخت سست کہنا	برا بھلا کہنا	استاد نے امتحان میں فیل ہونے والے طلبہ کو سخت سست کہا۔
سر دھننا	تعریف کرنا	ناصر بشیر کی شاعری سُن کر سامعین سر دھنتے رہے۔
سرخ رو ہونا	کامیاب ہونا، باعزت ہونا	محنت کرنے والے زندگی کے ہر میدان میں سرخ رو ہوتے ہیں۔
ستم ڈھانا	ظلم کرنا	کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر بہت ستم ڈھائے لیکن انھوں نے اُف تک نہ کی۔
سر کرنا	فتح کرنا	۱۹۵۴ء میں ''کے ٹو'' کو سر کر لیا گیا۔
سُرخاب کا پر لگنا	مغرور ہونا	کیا تمھیں سُرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ تمھیں کچھ نہ کہوں۔
سینہ سپر ہونا	مقابل ہونا	پاک فوج ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے سینہ سپر ہوتی ہے۔
شیر و شکر ہونا	گھل مل جانا	یونس ہر طرح کے لوگوں میں شیر و شکر ہو جاتا ہے۔
شیخی بگھارنا	اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا	اختر ہر جگہ شیخی بگھارتا ہے۔
کھری کھری سنانا	سچی بات کہنا	راحت نے مجھ سے جھگڑا کیا تو میں نے کھری کھری سنا کر اس کو خاموش کرا دیا۔

جملے	معانی	محاورات
اپنی بددیانتی سے تم جس کام کی طرح ڈال رہے ہو، اس کا انجام بہت برا ہوگا۔	بنیاد رکھنا	طرح ڈالنا
یہ تم کس طرح کی باتیں کررہے ہو کیا تمھاری عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں؟	بے سمجھی کی بات کرنا	عقل پر پتھر پڑنا
آج ماجد کو بہت سے پیسے ملے ہیں، اس کی تو گویا عید ہوگئی۔	خوشی ہونا	عید ہونا
رحیم صاحب اپنے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوگئے۔	ذمّہ داری سے سبک دوش ہونا	عہدہ برآ ہونا
یہ تم نے کیا غضب ڈھایا چھوٹے سے بچے کو تھپڑ مار دیا۔	ستم کرنا	غضب ڈھانا
غنیمت سمجھو کہ آج کے دور میں چند اچھے لوگ موجود ہیں۔	قدر کرنا، عزت کرنا	غنیمت سمجھنا
احسن کی قلعی کھلی تو وہ بہت شرمندہ ہوا۔	اصلیت ظاہر ہو جانا	قلعی کھل جانا
پولیس نے ڈاکوؤں کا کام تمام کر دیا۔	مار ڈالنا	کام تمام کرنا
میرے یہاں آنے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔	بالکل خبر نہ ہونا	کانوں کان خبر نہ ہونا
ماں کو جب گم شدہ بچّہ ملا تو اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا۔	تسکین ہونا	کلیجہ ٹھنڈا ہونا
بڑھیا کی داستان سن کر کلیجہ منہ کو آ گیا۔	صدمہ ہونا	کلیجہ منہ کو آنا
کاروبار میں مسلسل نقصان نے ندیم کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔	ہمت نہ رہنا	کمر ٹوٹنا
حسن اتنا شریر ہے کہ ہر روز کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلاتا ہے۔	فساد برپا کرنا	گل کھلانا
تیز ہوا نے تمام چراغ گل کر دیے۔	بجھنا	گل ہونا

محاورات	معانی	جملے
گن گانا	تعریف کرنا	حسن ہمیشہ اپنے ابو کے گن گاتا رہتا ہے۔
گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا	تجربہ کار ہونا	نسیم نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پی رکھا ہے۔
گھوڑے بیچ کر سونا	بے فکر ہو کر سونا	عرفان ہمیشہ گھوڑے بیچ کر سوتا ہے۔
لال پیلا ہونا	غصے میں ہونا	آپ غصے میں لال پیلے کیوں ہو رہے ہیں؟
لکیر کا فقیر ہونا	پرانی باتوں کا پابند رہنا	اکثر لوگ لکیر کے فقیر ہیں، کسی نئی چیز کو اپنانے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہوتے۔
لقمہ دینا	بھول چوک بتانا	ماسٹر صاحب تقریر کے دوران بھی مجھے لقمہ دیتے رہے۔
لٹیا ڈبونا	برباد کرنا	اسلم نے فیل ہو کر لٹیا ہی ڈبو دی۔
لوہا ماننا	کسی کی بہادری کا قائل ہونا	۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں دنیا نے پاک فوج کا لوہا مان لیا۔
مات دینا	ہرانا، شکست دینا	اسلم نے شطرنج میں عامر کو مات دے دی۔
مٹھی میں ہونا	قبضے میں ہونا	خالدہ تو آج کل قیصرہ کی مٹھی میں ہے۔
مٹھی گرم کرنا	رشوت دینا	سمیع نے افسر کی مٹھی گرم کر کے اپنا کام نکلوا لیا۔
منہ کی کھانا	شکست کھانا	مجھ سے مقابلہ کرنے کے بعد امجد کو منہ کی کھانا پڑی۔
مکھیاں مارنا	بے کار بیٹھنا	بھئی کوئی کام بھی کیا کرو، کیا سارا دن بیٹھے مکھیاں مارتے ہو؟
مزاج برہم ہونا	خفا ہونا	نہ جانے اختر کا مزاج مجھ سے کیوں برہم ہے؟
نام پانا	شہرت حاصل کرنا	ایف-اے کے امتحان میں پورے صوبے میں اوّل آ کر خالد نے بہت نام پایا۔

محاورات	معانی	جملے
نچھاور کرنا	قربان کرنا، وارنا	ماں باپ اولاد پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتے ہیں۔
نظر انداز کرنا	چشم پوشی کرنا	اسلم دوسروں کی غلطیاں نظر انداز کر دیتا ہے۔
نظر بچانا	بچ کر نکلنا	چور نے نظر بچا کر کپڑے کا تھان چرا لیا۔
نہال کرنا	خوش کرنا	اُجالا کی کامیابی نے اس کے والدین کو نہال کر دیا ہے۔
نیند اچاٹ ہونا	نیند نہ آنا	ذرا سی آہٹ سے میری نیند اچاٹ ہو جاتی ہے۔
واجب ہونا	لازم ہونا	ہم پر واجب ہے کہ بزرگوں کا ادب کریں۔
وجد میں آنا	خوشی سے جھولنے لگنا	قوالی سن کر سامعین وجد میں آ گئے۔
وقت پڑنا	مصیبت پڑنا	دوست وہ ہے جو وقت پڑنے پر کام آئے۔
وقت کاٹنا	وقت گزارنا	بے کار رہ کر وقت کاٹنا بہت مشکل ہے۔
ہاتھ مارنا	ضرب لگانا	اسلم نے خالد کو ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا۔
ہاتھ ملنا	پچھتانا	وقت پر کام نہ کیا جائے تو بعد میں ہاتھ ملنے پڑتے ہیں۔
ہاتھوں کے طوطے اڑنا	حواس باختہ ہونا	پولیس کو دیکھ کر جواریوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔
ہاتھ پاؤں مارنا	کوشش کرنا	چور نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن پولیس سے نہ بچ سکا۔

محاورات	معانی	جملے
حامی بھرنا	ذمہ لینا	خالدہ نے حامی بھری ہے کہ وہ سلمیٰ کو امتحان کی تیاری میں پوری مدد دے گی۔
ہاں میں ہاں ملانا	تائید کرنا	ہر کسی کی ہاں میں ہاں نہ ملایا کرو۔
ہتھے چڑھنا	قابو میں آنا	اکبر ڈاکوؤں کے ہتھے چڑھ کر اپنی گاڑی گنوا بیٹھا۔
یاوری کرنا	مدد کرنا، کام آنا	اگر قسمت نے یاوری کی تو میں دوبارہ کاروبار شروع کروں گا۔
یک جان دو قالب ہونا	بے حد محبت ہونا	سلیمہ اور فائزہ یک جان دو قالب ہیں۔

غلط جملوں کی درستی

غلط جملے	درست جملے
۱- آج شب برات کی رات ہے۔	۱- آج شب برات ہے۔
۲- اس کا گیند گم ہو گیا۔	۲- اس کی گیند گم ہو گئی۔
۳- بے فضول بات مت کرو۔	۳- فضول بات مت کرو۔
۴- تم اپنا وقت کیوں ضیاع کرتے ہو ؟	۴- تم اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو؟
۵- ابھی آج کی اخبار نہیں آئی۔	۵- ابھی آج کا اخبار نہیں آیا۔
۶- اسلم کا ناک کٹ گیا۔	۶- اسلم کی ناک کٹ گئی۔
۷- آپ کی مزاج کیسی ہے؟	۷- آپ کا مزاج کیسا ہے؟
۸- اس نے مجھ کو پوچھا۔	۸- اس نے مجھ سے پوچھا۔
۹- گالیاں بکنا اصغر کی عادت ہے۔	۹- گالیاں دینا اصغر کی عادت ہے۔
۱۰- اشرف نے بولا: ''آ و چلیں''۔	۱۰- اشرف بولا: ''آ ؤ چلیں''۔
۱۱- اس کی نذر کمزور ہے۔	۱۱- اس کی نظر کمزور ہے۔
۱۲- ایسی غلط کھیل نہ کھیلو۔	۱۲- ایسا غلط کھیل نہ کھیلو۔
۱۳- اس کی قلم ٹوٹ گئی۔	۱۳- اس کا قلم ٹوٹ گیا۔
۱۴- دادے نے پوتے کو پیار کیا۔	۱۴- دادا نے پوتے کو پیار کیا۔
۱۵- ڈاکٹر نے زخم پر مرہم لگائی۔	۱۵- ڈاکٹر نے زخم پر مرہم لگایا۔
۱۶- درحقیقت میں آپ سچے ہیں۔	۱۶- حقیقت میں آپ سچے ہیں۔ یا درحقیقت آپ سچے ہیں۔

غلط جملے	درست جملے
۱۷-چغلی کرنا بُری عادت ہے۔	۱۷-چغلی کھانا بُری عادت ہے۔
۱۸-تم نے یہ کام کرنا ہی ہوگا۔	۱۸-تمھیں یہ کام کرنا ہی ہوگا۔
۱۹-میرے سر میں درد ہونے لگی۔	۱۹-میرے سر میں درد ہونے لگا۔
۲۰-میں نے گھر کا راہ لیا۔	۲۰-میں نے گھر کی راہ لی۔
۲۱-بارش برس رہی ہے۔	۲۱-بارش ہو رہی ہے۔
۲۲-حامد گہری سوچ میں پڑھ گیا۔	۲۲-حامد گہری سوچ میں پڑ گیا۔
۲۳-مارکونی ریڈیو کا بانی تھا۔	۲۳-مارکونی ریڈیو کا موجد تھا۔
۲۴-میں نے کھانے سے پرہیز کی۔	۲۴-میں نے کھانے سے پرہیز کیا۔
۲۵-میں نے ایک اچھی خواب دیکھی۔	۲۵-میں نے ایک اچھا خواب دیکھا۔
۲۶-میں کل مشاعرہ میں گیا۔	۲۶-میں کل مشاعرے میں گیا۔
۲۷-مرض بڑھتی گئی جوں جوں دوا کی۔	۲۷-مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔
۲۸-یہ لڑکی اچھی گاتی ہے۔	۲۸-یہ لڑکی اچھا گاتی ہے۔
۲۹-دراصل میں وہ بے گناہ ہے۔	۲۹-دراصل وہ بے گناہ ہے۔ یا اصل میں وہ بے گناہ ہے۔
۳۰-کوہ ہمالیہ کا پہاڑ بہت اونچا ہے۔	۳۰-کوہ ہمالیہ بہت اونچا ہے۔
۳۱-ماہ جون کے مہینے میں سخت گرمی پڑتی ہے۔	۳۱-ماہ جون میں سخت گرمی پڑتی ہے۔
۳۲-غریب کی مدد کرنا کارِ ثواب کا کام ہے۔	۳۲-غریب کی مدد کرنا کارِ ثواب ہے۔
۳۳-ہرا ہرا گھاس دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔	۳۳-ہری ہری گھاس دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔

غلط جملے	درست جملے
۳۴-اس نے میرے برخلاف گواہی دی۔	۳۴-اس نے میرے خلاف گواہی دی۔
۳۵-یہ منہ اور چنے کی دال۔	۳۵-یہ منہ اور مسور کی دال۔
۳۶-اس نے مجھے دو اشعار سنائے۔	۳۶-اس نے مجھے دو شعر سنائے۔
۳۷-میں نے اخبار پڑھ لی ہے۔	۳۷-میں نے اخبار پڑھ لیا ہے۔
۳۸-برائے مہربانی ادھر سے نہ گزریں۔	۳۸-براہِ مہربانی ادھر سے نہ گزریں۔ یا مہربانی کر کے ادھر سے نہ گزریں۔
۳۹-کولمبس نے امریکا ایجاد کیا۔	۳۹-کولمبس نے امریکا دریافت کیا۔
۴۰-وہ ابھی تک نہ آیا۔	۴۰-وہ ابھی تک نہیں آیا۔
۴۱-میں نے ایک کام کرنا ہے۔	۴۱-مجھے ایک کام کرنا ہے۔
۴۲-آپ کا بڑی شفقت ہوگا۔	۴۲-آپ کی بہت شفقت ہوگی۔
۴۳-خیرات کرنا صواب ہے۔	۴۳-خیرات کرنا ثواب ہے۔
۴۴-تمھارے کو کس نے کہا تھا؟	۴۴-تمھیں کس نے کہا تھا؟
۴۵-اکرم درخت پر سے گر پڑا۔	۴۵-اکرم درخت سے گر پڑا۔
۴۶-میرا بھائی کہاں گیا ہے؟	۴۶-میرا بھائی کہاں گیا؟
۴۷-اُردو زبان دن بدن ترقی کر رہا ہے۔	۴۷-اُردو زبان روز بروز ترقی کر رہی ہے۔
۴۸-مشکلاتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرو۔	۴۸-مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرو۔

غلط جملے	درست جملے
۴۹- میری ضمیر مجھے برائی سے روکتی ہے۔	۴۹- میرا ضمیر مجھے برائی سے روکتا ہے۔
۵۰-علی اور ناصر اور حامد آئے ہیں۔	۵۰-علی، ناصر اور حامد آئے ہیں۔
۵۱- میرے پیٹ میں درد ہوتی ہے۔	۵۱- میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔
۵۲-تم تمھارا کام کرو۔	۵۲-تم اپنا کام کرو۔
۵۳-اسلم منگل وار کے دن کراچی جائے گا۔	۵۳-اسلم منگل کے دن کراچی جائے گا۔ یا اسلم منگل وار کو کراچی جائے گا۔
۵۴- آبِ زمزم کا پانی باعث برکت ہے۔	۵۴- آبِ زمزم باعث برکت ہے۔
۵۵-احمد کے ابّا نے مجھے تار دی۔	۵۵-احمد کے ابّا نے مجھے تار دیا۔
۵۶-اس کی بیوی سخت لڑاکی ہے۔	۵۶-اس کی بیوی سخت لڑاکا ہے۔
۵۷- آپ کا غریب خانہ کہاں ہے؟	۵۷- آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟
۵۸- آپ کا اُردو خراب اور غلط ہے۔	۵۸- آپ کی اُردو خراب اور غلط ہے۔
۵۹-اس کا ناک بہتا ہے۔	۵۹-اس کی ناک بہتی ہے۔
۶۰۔ وہ سوموار کے دن آیا۔	۶۰۔ وہ سوموار کو آیا۔

درخواستیں

درخواست لکھتے وقت مندرجہ ذیل قواعد کا خیال رکھنا ضروری ہے:

درخواست لکھنے کے قواعد

۱- پہلی سطر میں افسر کا عہدہ اور پتا لکھا جاتا ہے۔

۲- دوسری سطر کے درمیان میں ''جنابِ عالی'' یا ''محترمہ'' لکھیے۔

۳- تیسری سطر میں دو تین الفاظ کی جگہ چھوڑ کر مؤدبانہ انداز میں اپنا مقصد تحریر کیجیے مثلاً:

ا: ''گزارش ہے کہ''

ب: ''مؤدبانہ التماس ہے''

ج: ''نہایت ادب سے گزارش ہے کہ''

۴- درخواست مختصر اور سادہ الفاظ میں لکھیے۔ جس افسر کو درخواست لکھی جا رہی ہو، اس کے احترام کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

۵- درخواست کے خاتمے پر کوئی دُعائیہ جملہ یا مؤدبانہ الفاظ ضرور لکھنے چاہییں مثلاً:

ا: زیادہ آداب۔

ب: شکریہ۔ شکر گزار رہوں گا۔

ج: ممنون ہوں گا / ہوں گی۔

۶- درخواست کے آخر میں دو سطروں کے برابر جگہ چھوڑ کر درمیان نمایاں الفاظ میں ''العارض'' یا ''درخواست گزار'' لکھیے اور اس کے دائیں طرف اپنا پورا نام اور مکمل پتہ بھی لکھیے۔ نام اور پتے کے نیچے تاریخ ضرور درج کیجیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے کس تاریخ کو درخواست تحریر کی تھی۔ تاریخ لکھنے کے دو انداز ہیں:

ا: بتاریخ: ۶ جنوری ۲۰۱۲ء

ب: مؤرخہ: ۲۶ دسمبر ۲۰۱۲ء

دوبارہ داخلے کی درخواست

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب! گورنمنٹ ہائی سکول، باغبانپورہ، لاہور

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ گذشتہ ماہ میری والدہ صاحبہ شدید بیمار ہوگئی تھیں۔ ان کی بیماری کی شدت کے سبب انھیں ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرے والدِ محترم بھی حیات نہیں ہیں اور میری کوئی بہن بھی نہیں۔ اسی وجہ سے مجھے اپنی والدہ کی ہسپتال میں موجودگی کے دوران میں بے پناہ ذمہ داریاں سنبھالنا پڑیں۔ پریشانی اور مصروفیات کے عالم میں اپنی رخصت کی درخواست سکول نہ پہنچا سکا۔ والدہ کے ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد سکول حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ میرا نام طویل غیر حاضری کے سبب خارج کیا جاچکا ہے۔

آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ میرے ناسازگار حالات کے سبب میرا نام دوبارہ درج کرنے کا حکم صادر فرمائیں تاکہ میرا مزید تعلیمی ہرج نہ ہوسکے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

العارض

سیّد عرفان صدیق
رول نمبر ۳۲، جماعت ششم (الف)

بتاریخ: ۲۲ مارچ ۲۰۱۳ء

پوسٹ ماسٹر کے نام درخواست

بخدمت پوسٹ ماسٹر صاحب! ڈاک خانہ کینٹ، لاہور

جنابِ عالی!

میں آپ کی توجہ ڈاک سے متعلق ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں کچھ عرصے سے ڈاک کی تقسیم کا نظام بے قاعدگی کا شکار ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اکثر خطوط وقت پر موصول نہیں ہوتے اور ڈاک خانے کی مہر جس تاریخ کی لگی ہوئی ہوتی ہے، خط اس کے کئی دن بعد تقسیم کیے جاتے ہیں۔ کئی پارسل وقت پر نہیں ملتے اور کئی گم ہو جاتے ہیں۔ بہت سے خطوط غلط پتوں پر بھیج دیے جاتے ہیں۔

اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں بے قاعدگی کرنے والے ملازمین کی سرزنش کر کے ڈاک کی تقسیم کے نظام میں اصلاح فرمائیں گے تا کہ علاقے کے لوگ نقصان اور پریشانی سے بچ سکیں۔ آپ کی بے حد نوازش ہوگی۔

درخواست گزار

نادر علی سید

صدر بازار، لاہور کینٹ

بتاریخ: مورخہ: ۲۱ دسمبر ۲۰۱۳ء

درخواست برائے حصولِ کُتب

بخدمت جناب ہیڈ مسٹریس صاحبہ! گورنمنٹ اسلامیہ گرلز ہائی سکول، سمن آباد لاہور

جنابِ عالیہ!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں آپ کے سکول میں گذشتہ پانچ سال سے زیرِ تعلیم ہوں۔ آپ کے سکول کی ایک محنتی، ذمّہ دار اور سکول کے اصول و قواعد کی پابندی کرنے والی لڑکی ہوں۔ پچھلے چند ماہ سے میرے والد کے مالی حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں۔ میرے چار بہن بھائی بھی زیرِ تعلیم ہیں۔ نئی جماعت میں آنے کے بعد گذشتہ ہفتے میرا بیگ گُم ہو گیا جس میں آپ کی طرف سے جاری کردہ کتب بھی تھیں۔ ایسی صورتِ حال میں، میں نئی کتب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ آپ کے سکول میں نادار طالبات کے لیے ایک ''بُک بینک'' قائم ہے جہاں سے مستحق طالبات کو ضرورت کی کتب فراہم کی جاتی ہیں۔

میں درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھے ''بُک بینک'' سے کتب جاری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکوں اور اپنی زندگی کے اعلیٰ نصب العین کی طرف کامیابی سے قدم بڑھا سکوں۔

میں آپ کی بے حد شکر گزار رہوں گی۔

درخواست گزار

اِرم طاہر

جماعت ہفتم

فریق الف

مورخہ: ۱۷ اپریل ۲۰۱۲ء

خَط

خَط کا مطلب ہے، تحریر، رقعہ، چِٹّھی، ہاتھ کا لکھا۔ جو لوگ مثلاً رشتے دار، دوست اور احباب وغیرہ ہم سے دور ہوتے ہیں، اُن کے نام جو عبارت یا جملے لکھیں جائیں اُسے خط کہتے ہیں۔ پَس لِکھ کر بات کرنا خط کہلاتا ہے۔ خَط کے ذریعے ہم ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ خط لکھنے کے چند اصول ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

خط لکھنے کے اہم اصول

خَط لکھنے کے کچھ اہم اصول ہوتے ہیں جن کو مدِ نظر رکھا جائے۔ مثلاً

۱) خَط کے آغاز میں پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیے۔

۲) خَط کے شروع میں خط لکھنے والے کا اپنی مکمل پتہ اور تاریخ دائیں طرف مختصراً لکھیے۔

۳) نئی سطر پر مخاطب کے القاب اور السّلامُ علیکم یا آداب تحریر کیجیے۔

۴) پھر نئی سطر سے خَط کا مضمون شروع کیجیے۔

۵) مضمون کے خاتمے پر الوداعی کلمات لکھیے۔

۶) آخر میں خط لکھنے والا اپنا نام لکھے۔

۷) کوشش کریں کہ خط میں کوئی فضول بات نہ لکھیں جو کچھ بھی لکھیں غلطیوں سے پاک اور خوشخط ہو۔

۸) خط مکمل ہونے کے بعد ایک دفعہ پڑھ لیں تا کہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

اہم بات

امتحان میں خط میں اپنا پتہ لکھنے کی بجائے امتحانی مرکز لکھیے اور آخر میں نام کی بجائے ا۔ب۔ج لکھیے۔

نمونے کے چند خط

بڑے بھائی کے نام خط

والد صاحب کے نام خط

دوست کے نام خط

بڑی بہن کے نام خط

چھوٹے بھائی کے نام خط

والدہ صاحبہ کے نام خط

والدہ کے نام خط

بڑے بھائی کے نام خط اپنی مصروفیات کے بارے میں

لاہور۔سمن آباد

۱۵،اپریل ۲۰۱۲ء

پیارے بھائی جان!

السّلامُ علیکم!

آپ کا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔آپ نے لکھا ہے کہ میں اپنا فارغ وقت کس طرح گزارتا ہوں تو عرض ہے کہ میں صبح سویرے اُٹھ کر نماز پڑھتا ہوں، ناشتا کر کے سکول چلا جاتا ہوں اور جب چھٹی ہوتی ہے تو سیدھا گھر آتا ہوں۔کھانا کھانے کے بعد تھوڑا سا آرام کرتا ہوں۔پھر اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنے گراؤنڈ میں چلا جاتا ہوں۔کھیل سے واپس آ کر شام کا کھانا کھانے کے بعد تین گھنٹے اپنی پڑھائی کرتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں۔

بھائی جان! اس طرح میں سارا دن مصروف رہتا ہوں۔آپ بھی میری کامیابی کے لیے خدا سے دُعا کریں۔میری طرف سے امّی ابّو اور باجی کو بہت بہت سلام۔

آپ کا چھوٹا بھائی

ہمایوں حیدر

والد صاحب کے نام خط

(کتابوں کے لیے رقم منگوانے کے لیے)

بہاول پور

۱۳ اکتوبر ۲۱۰۲ء

پیارے ابّو جان!

السّلامُ علیکم!

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ میں نے جماعت پنجم وظیفہ کے امتحان میں بہت اچھے نمبر لیے ہیں اور اپنے سکول میں میری اوّل پوزیشن آئی ہے۔

چند روز بعد اگلی جماعت کی پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ کتابیں خریدنے کے لیے مجھے دو ہزار روپے بھیج دیجیے۔

امّی جان، بھائی جان اور باجی جان سب خیریت سے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔

آپ کا بیٹا

ناصر محمود

دوست کے نام خط

(امتحان میں کامیابی پر مبارک باد)

ڈیرہ غازی خان

۱۵مئی۲۰۱۲ء

پیارے دوست!

السّلامُ علیکم!

میں نے آج کے اخبار میں آپ کا نتیجہ دیکھا۔ کامیاب امیدواروں کی فہرست میں آپ کا رول نمبر دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ آپ نے مڈل کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو وظیفہ بھی ملے گا۔ اِس شاندار کامیابی پر آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی کامیابی کی خبر میں نے اپنی امّی جان کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئیں۔ میں بھی آپ کی طرح محنت کر کے مڈل کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کروں گا۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو ایسی ہی کامیابیوں سے نوازے۔

میرے گھر والوں کی طرف سے آپ کے والدین کو بہت بہت مبارک ہو۔

آپ کا دوست

محمد یوسف

بڑی بہن کے نام

(خیریت کی اطلاع دینے کے لیے)

راول پنڈی

۱۰ دسمبر ۲۰۱۲ء

پیاری باجی!

السّلامُ علیکم!

اُمید ہے کہ آپ سب گھر والے خیریت سے ہوں گے۔ آپ جب سے سسرال گئی ہیں، ہمیں خط تک نہیں لکھا۔ کیا آپ ہمیں بالکل بھول چکی ہیں؟ نئے والدین ملنے سے پرانے والدین کی محبت کم ہوگئی ہے؟ امّی جان، آپ کی جدائی میں بیمار رہنے لگی ہیں۔ چھوٹے بہن بھائی بھی آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ ننھی اور منے کو ہر وقت امّی یاد کرتی رہتی ہیں، کبھی کبھی وقت نکال کر ہمیں خط لکھ دیا کریں۔ یوں خیریت معلوم ہو جاتی ہے۔

بھائی جان کو آداب ننھی اور منے کو پیار۔

دُعا گو

آپ کی بہن

عظمیٰ رباب

چھوٹے بھائی کے نام

(تعلیم پر توجہ دینے کی نصیحت کے لیے)

فیصل آباد

۱۰مارچ ۲۰۱۱ء

پیارے اکرم!

السّلامُ علیکم!

آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اس امتحان میں آپ کے نمبر ششماہی امتحان سے بہتر ہیں۔ ابھی تک آپ کو جماعت میں کوئی نمایاں پوزیشن نہیں ملی۔ انگریزی میں تو نمبر بھی کم آئے ہیں۔

آپ اپنے مطالعہ پر زیادہ وقت دیں۔ ٹائم ٹیبل بنا کر پڑھائی کریں۔ ہر مضمون کو مناسب وقت دیں۔ دوستوں کے ساتھ بے جا کھیل کود بند کر دیں۔ دو ماہ بعد سالانہ امتحان ہونے والے ہیں۔ آپ کو زیادہ محنت کر کے اپنی جماعت میں اوّل پوزیشن حاصل کرنا چاہیے۔ نماز باقاعدگی سے پڑھا کرو۔ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اور دل لگا کر محنت کرو۔ مطالعے کو اپنی عادت بنا لو۔ ان شاء اللہ آپ کی محنت رنگ لائے گی۔

امّی ابّو کو آداب کہنا، باجی سلمیٰ اور گڈو کو بہت بہت پیار اور دعائیں۔

آپ کا بڑا بھائی

بابر حسین

والدہ صاحبہ کے نام خط

(امتحان کی تیاری کے بارے میں بتانے کے لیے)

ملتان

۲۵ دسمبر ۲۰۱۲ء

پیاری امّی جان!

السّلام ُعلیکم!

آپ کا شفقت نامہ ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ آپ نے میرے امتحانات کی تیاری کے بارے میں پوچھا ہے تو عرض ہے کہ میں باقاعدگی سے نماز ادا کرتا ہوں۔ ٹائم ٹیبل کے مطابق اپنی پڑھائی کر رہا ہوں۔ ششماہی امتحان میں بھی میرے نمبر اچھے آئے تھے۔ اُمید ہے اِس دفعہ سالانہ امتحان میں میری نمایاں پوزیشن آئے گی۔ انگریزی، سائنس اور ریاضی کے مضامین پر زیادہ توجہ دیتا ہوں۔ اگر کسی مضمون میں کوئی دِقّت پیش آئے تو اپنے استاد صاحب سے مدد لیتا ہوں۔ آپ میری کامیابی کے لیے دُعا کرتی رہیں۔ ان شاء اللہ اس بار پورے سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کرونگا۔

ابّو کو سلام باجی جان کو سلام و دُعا۔

آپ کا پیارا بیٹا

حمزہ

والدہ کے نام خط

(عیادت کے لیے)

سرگودھا

۲۰ فروری ۲۰۱۲ء

پیاری امّی جان!

السّلامُ علیکم!

اُمید ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے خیریت سے ہوں گے۔ آج ہی مجھے آپ کا خط ملا۔ آپ کی بیماری کا پڑھ کر بے حد دکھ ہوا۔ اللہ پاک آپ کو صحتِ کاملہ عنایت فرمائے اور آپ کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم رہے۔ امین! ابّا جان، اچھے ڈاکٹر سے آپ کا علاج کرا رہے ہیں۔ بس آپ اپنی خوراک اور آرام کا خیال رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق دوا استعمال کریں۔ ان شاءاللہ آپ جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔ امّی جان! اپنی صحت کے بارے میں مجھے ضرور لکھیے۔ تمام گھر والوں کو میری طرف سے سلام۔

آپ کا بیٹا

زاہد حسین

کہانیاں

- ایمان داری کا صلہ
- اتفاق میں برکت
- فاختہ اور چیونٹی
- تین لالچی دوست
- جیسا کرو گے ویسا بھرو گے
- سچ کی برکت
- محنت کا پھل
- غرور کا سر نیچا

ایمان داری کا صلہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں ایک لکڑہارا رہتا تھا۔ وہ روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹتا اور بازار میں بیچ کر گزر بسر کرتا۔ ایک دن ایک ندی کے کنارے ایک درخت سے لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ اچانک کلہاڑا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ندی میں گر گیا اور گہرے پانی میں غائب ہوگیا۔ غریب لکڑہارے کو یہ خیال آتے ہی رونا آ گیا کہ اب اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی گزر بسر کیسے ہوگی؟ رونے کی آواز سن کر ایک پری ندی سے نکلی اور لکڑہارے سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ لکڑہارے نے بتایا کہ اس کا کلہاڑا ندی میں گر گیا ہے۔ اب وہ کس طرح روزی کمائے گا؟ پری کو لکڑہارے کی سادگی اور غربت پر رحم آیا۔ اس نے لکڑہارے کو تسلی دی اور ندی میں غوطہ لگا کر ایک سونے کا کلہاڑا نکال کر لائی اور پوچھا: ''کیا یہ تمھارا کلہاڑا ہے''؟ لکڑہارے نے کہا: ''نہیں یہ میرا نہیں ہے''۔ پری نے پھر غوطہ لگایا اس بار وہ چاندی کا کلہاڑا نکال کر لائی لیکن لکڑہارے نے اس بار بھی اسے لینے سے انکار کر دیا اور کہا: ''یہ بھی میرا نہیں ہے''۔ پری نے تیسری بار ندی میں غوطہ لگایا اس بار وہ لکڑہارے کا لوہے کا کلہاڑا نکال کر لائی۔ لکڑہارے نے اپنا کلہاڑا دیکھتے ہی خوشی سے چلانا شروع کر دیا: ''یہی میرا ہے یہی میرا ہے''۔ پری نے لکڑہارے سے کہا: ''میں نے سونے اور چاندی کے کلہاڑے دکھا کر تمھیں آزمایا تھا، لیکن تم اس آزمائش میں پورے اُترے میں تمھاری ایمانداری سے بہت خوش ہوں۔ اس لیے یہ دونوں کلہاڑے بھی بطور انعام تمھیں دیتی ہوں۔

نتیجہ:- ایمان داری کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ یا ایمان داری سب سے بڑی نعمت ہے۔

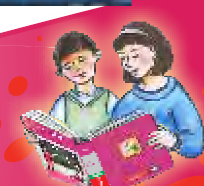

ریچھ اور شیر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک ریچھ اور شیر اکٹھے رہا کرتے تھے۔ دونوں میں بہت گہری دوستی تھی۔ وہ ہر کام مل کر کرتے تھے۔ ایک بار کئی دن تک انہیں خوراک نہ ملی اور بھوک نے اُنھیں نڈھال کر دیا۔ ریچھ نے شیر سے کہا: ''اس طرح پڑے پڑے تو ہم بھوک سے مر جائیں گے۔ ہمیں جنگل میں خوراک کے لیے دوڑ دھوپ کرنی چاہیے، کیوں کہ حرکت میں برکت ہے''۔ چناں چہ دونوں شکار کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک ہرن بھاگتا ہوا نظر آیا۔ شیر نے ایک جست لگائی اور ہرن کو دبوچ لیا۔ شیر چاہتا تھا کہ سارا ہرن خود چٹ کر جائے۔ ریچھ نے کہا: ''میں نے تمھیں شکار کا مشورہ دیا ہے۔ اس لیے یہ آدھا میرا ہے''۔ شیر پر ایسی خودغرضی سوار ہوئی کہ وہ دوستی کے تمام رشتوں کو بھول گیا اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ شیر نے ریچھ سے کہا: ''شکار میں نے کیا ہے۔ تمھارا اس میں کوئی حصّہ نہیں۔ میں جنگل کا بادشاہ ہوں اور تم رعایا، پہلے میں کھاؤں گا اور اگر کچھ بچ گیا تو وہ تمھارا حصّہ ہے''۔ اس بات پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ بھوک کی وجہ سے دونوں پہلے ہی نڈھال تھے۔ لڑتے لڑتے بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ ایک گیدڑ جو کسی جھاڑی میں چھپا دونوں کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔ اطمینان سے جھاڑی سے نکلا اور ہرن کو گھسیٹتا ہوا جھاڑیوں میں لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب شیر اور ریچھ دونوں ہوش میں آئے تو دیکھا کہ شکار غائب ہے۔ دونوں کو اپنی بے وقوفی پر بہت افسوس ہوا اور سوچنے لگے کہ بانٹ کر کھاتے تو ہم دونوں کا پیٹ بھر جاتا۔ اس کے بعد اُن دونوں نے عہد کر لیا کہ اب وہ آپس میں کبھی نہیں لڑیں گے۔

نتیجہ:- نااتفاقی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔

فاختہ اور چیونٹی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی دریا کے کنارے ایک درخت پر ایک فاختہ نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ اُس درخت کی جڑ میں ایک چیونٹی بھی رہتی تھی۔ ایک دن چیونٹی دریا کے کنارے پانی پینے گئی۔ اتفاق سے اُس کا پاؤں پھسل گیا، وہ دریا میں گر پڑی اور پانی کے ساتھ ساتھ بہنے لگی۔ فاختہ اپنے گھونسلے میں بیٹھی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ چیونٹی کو مصیبت میں دیکھ کر سخت بے چین ہوئی۔ اُس کو اور تو کچھ نہ سوجھا، جھٹ درخت کی ٹہنی سے ایک پتا توڑ کر چیونٹی کے پاس پہنچی اور پتا اس کے آگے لا کر رکھ دیا۔ چیونٹی فوراً پتے پر چڑھ گئی۔ پتا آہستہ آہستہ کنارے آ لگا اور اس طرح چیونٹی کی جان بچ گئی۔ چیونٹی نے فاختہ کو بہت دعائیں دیں اور دونوں بہت گہری دوست بن گئیں۔

ایک دن ایک شکاری بندوق ہاتھ میں لیے اُدھر آ نکلا۔ اُس نے فاختہ کو درخت پر بیٹھے دیکھا تو بندوق اُٹھا کر اُس کا نشانہ باندھ لیا۔ اتفاقاً چیونٹی کی نظر اس پر پڑ گئی۔ اُسے فوراً فاختہ کا احسان یاد آ گیا اور دل میں کہنے لگی کہ اس کی نیکی کا بدلہ دینے کا یہی وقت ہے۔ چیونٹی فوراً دوڑی دوڑی گئی اور شکاری کے پاؤں پر اس زور سے کاٹا کہ وہ درد سے بلبلا اُٹھا۔ اُس کا نشانہ خطا ہو گیا اور اس طرح فاختہ کی جان بچ گئی۔

نتیجہ:۔

احسان کا بدلہ احسان ہے۔ یا نیکی کا بدلہ ہمیشہ نیک ہوتا ہے۔

تین لالچی دوست

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تین دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ چلتے چلتے وہ ایک شہر کے قریب پہنچے۔ وہ دن بھر کے سفر سے کافی تھک چکے تھے۔ ایک درخت کے نیچے ستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے قریب ہی ایک پوٹلی سی پڑی ہے۔ اُٹھا کر دیکھا تو روپوں کی تھیلی تھی۔ مارے خوشی کے تینوں اچھل پڑے کہ بغیر کسی محنت اور کوشش کے اتنی بڑی رقم ہاتھ لگ گئی!

اس اثنا میں انھیں کافی بھوک بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ انھوں نے آپس میں طے کیا کہ پہلے کھانے کا بندوبست کریں۔ بعد میں اس رقم کو برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔ شہر قریب ہی تھا۔ انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو کچھ روپے دے کر شہر بھیجا کہ پُرتکلّف قسم کا کھانا لے آئے۔ جب وہ کھانا لانے کے لیے چلا گیا تو باقی دو دوستوں نے آپس میں یہ سوچا کہ اگر ہم نے اس رقم کو تین حصّوں میں تقسیم کیا تو تھوڑی تھوڑی رقم ہی ہمارے ہاتھ لگے گی۔ کیوں نہ ہم تیسرے کا قصّہ پاک کر دیں اور اس رقم کو دو برابر حصّوں میں بانٹ لیں۔ چنانچہ انھوں نے فیصلہ کیا کہ جوں ہی تیسرا ساتھی شہر سے واپس آئے گا اُسے مار ڈالیں گے۔

اللہ کی قدرت کہ ادھر بالکل یہی خیال اس تیسرے دوست کے دل میں بھی پیدا ہوا۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ تیسرے حصّے کی رقم سے میرا کیا بنے گا؟ بہتر یہ ہے کہ باقی دونوں کو درمیان سے ہٹا دوں اور پوری رقم پر قبضہ کر لوں۔ اس خیال کے پیشِ نظر اُس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور پھر بہت اطمینان کے ساتھ کھانا لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس آ گیا۔

دونوں ساتھی کھانے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ جوں ہی اس نے کھانا اُن کے سامنے رکھا۔ دونوں اس پر یہ کہتے ہوئے پل پڑے کہ تو نے آج ہمیں بھوکوں مار دیا ہے۔ ہم اتنی دیر سے تمھارا انتظار کر رہے ہیں تم اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟ یہ کہا اور اُسے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر خود بہت اطمینان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ زہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا اور دونوں زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ یوں لالچ نے اُن تینوں کی جان لے لی اور روپوں سے بھری پوٹلی وہیں پڑی رہ گئی۔

نتیجہ:- لالچ بُری بلا ہے۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک تاجر تجارت کی غرض سے ملک سے باہر جانے لگا تو اُس نے اپنے دوست کو لوہے سے بھرا ایک صندوق امانت کے طور پر دیا اور کہنے لگا کہ واپس آ کر لے لوں گا۔ کچھ عرصے کے بعد اُس کا دوست واپس آیا تو اُس نے اپنی امانت طلب کی۔ اُس کا دوست بہت بد دیانت تھا۔ اُس نے وہ لوہا بیچ دیا تھا وہ بولا: ''بھائی میں نے آپ کی امانت کمرے میں رکھی تھی۔ وہاں چوہے آتے رہے اور سارا لوہا لے گئے ہیں۔ صندوق خالی پڑا ہے۔'' تاجر یہ سُن کر خاموش ہو گیا اور واپس اپنے گھر آ گیا۔

کچھ دنوں بعد اس بد دیانت دوست کا چھوٹا بیٹا گلی میں کھیل رہا تھا۔ تاجر وہاں سے گزر رہا تھا اُس نے اُسے گود میں اُٹھایا اور اپنے گھر لا کر چھپا دیا۔ لڑکا جب کافی دیر تک گھر نہ پہنچا تو باپ کو فکر ہوئی۔ اس نے اپنے بچّے کو اِدھر اُدھر تلاش کیا لیکن وہ کہیں ہوتا تو ملتا۔ آخر بچّے کی گمشدگی کی منادی کرائی گئی۔ دو تین روز کے بعد تاجر اس کے پاس گیا تو اُس کے دوست احباب اور رشتہ دار بچے کی گم شدگی پر افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔ وہ بھی ان میں شامل ہو گیا۔ باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ میں نے تین دن ہوئے ایک چیل کو دیکھا جو بچّے کو اُٹھا کر اُڑی جا رہی تھی۔ سب لوگ حیران ہو کر کہنے لگے کہ تم پاگل ہو گیا؟ کہیں چیل بھی بچے کو لے جا سکتی ہے؟ تاجر نے فوراً کہا: ''جس ملک کے چوہے ایک صندوق میں رکھا ہوا لوہا کھا سکتے ہیں وہاں کی چیلیں بھی بچّے کو اُٹھا لیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔'' اس پر بچے کے باپ نے جواب دیا کہ لوہا تو میں نے بیچ دیا تھا۔ میں نے بد دیانتی کی تھی۔ اس کی قیمت لے لو۔ چنانچہ اس بد دیانت شخص نے تاجر کو لوہے کی قیمت ادا کر دی۔ تب تاجر بولا: ''تمہارا بچّہ میرے گھر خیریت سے ہے۔ میں نے تمھیں سبق سکھانے کے لیے اسے اپنے گھر میں چھپا لیا تھا۔

نتیجہ:-

سچ ہے: ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' یا ''جو بوؤ گے وہ کاٹو گے''۔

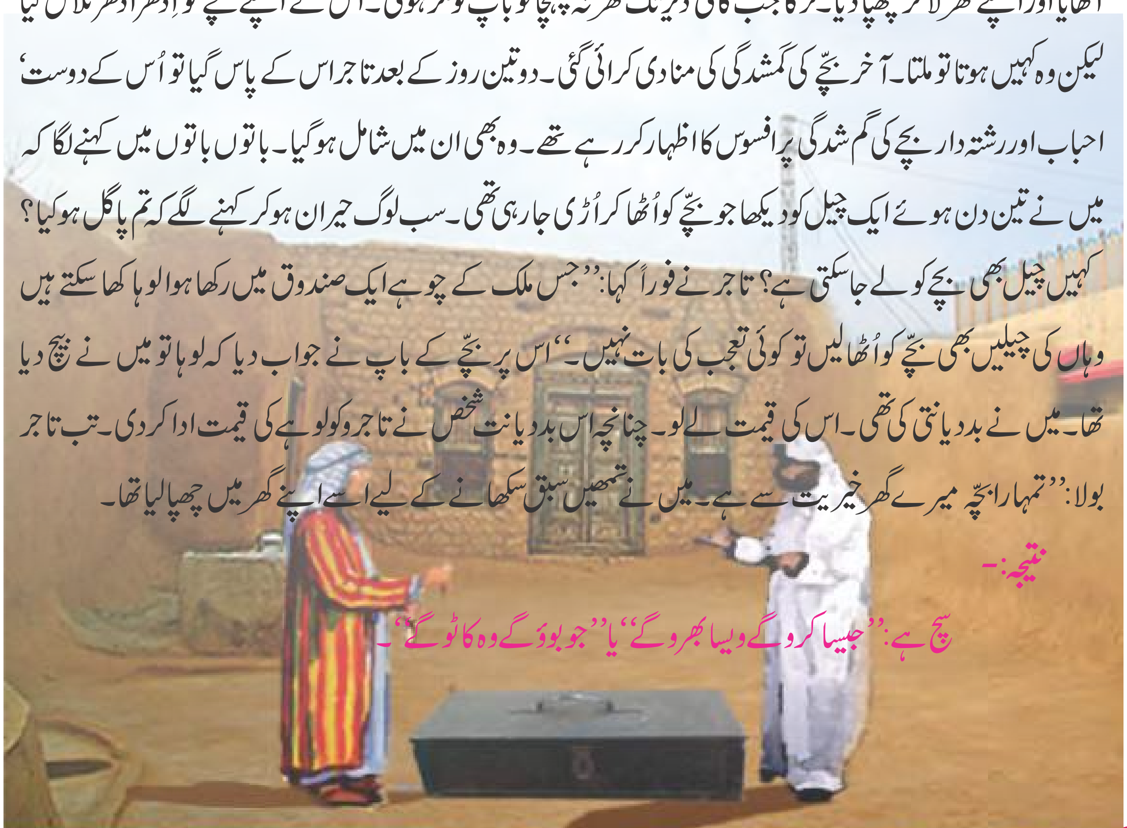

سچ کی برکت

ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بچپن کے زمانے میں تحصیل علم کے لیے ایک قافلے کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوئے۔ چلتے وقت اُن کی والدہ محترمہ نے چالیس دینار انھیں دیے اور ساتھ ہی یہ نصیحت کی کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا خواہ تمھیں کیسا ہی خطرہ کیوں نہ پیش آئے۔ اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ اس قافلے پر راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور اہلِ قافلہ کا سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ جب ڈاکو باری باری قافلے والوں کی تلاشی لے رہے تھے تو اُن میں سے ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا: ''اے لڑکے! بتا تیرے پاس کیا ہے؟'' آپ نے جواب دیا: ''میرے پاس چالیس دینار ہیں''۔ ڈاکو نے اسے مذاق سمجھا اور آپ کو چھوڑ کر چلا گیا بعد میں ایک اور ڈاکو آیا۔ اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گیا۔

سردار نے آپ سے پوچھا: ''وہ دینار کہاں ہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''میری قمیص کے اندر سلے ہوئے ہیں۔'' چنانچہ قمیص کو چاک کر کے دیکھا تو واقعی اس میں چالیس دینار سلے ہوئے تھے۔ اس پر ڈاکوؤں کے سردار نے حیران ہو کر کہا: ''تم نے ان دیناروں کو بچانے کے لیے جھوٹ کیوں نہیں بولا؟''

''آپ نے جواب دیا: ''میری والدہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔''

یہ جواب سُن کر سردار کے دل پر بے حد اثر ہوا۔ اس نے سوچا یہ لڑکا ماں کا اتنا فرماں بردار ہے اور میں اپنے خدا کا کس قدر نافرمان ہوں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اسی وقت توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال واسباب اہل قافلہ کو واپس کر دیا اور ہمیشہ کے لیے راہ زنی کے پیشے کو ترک کر دیا۔

نتیجہ:-

''سچ میں بہت طاقت ہے۔''

محنت کا پھل

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں ایک بوڑھا کسان رہتا تھا۔اس کے چار بیٹے تھے۔وہ چاروں نہایت کاہل اور سُست تھے۔وہ اپنی کام چوری کی وجہ سے بھوکوں مرتے تھے۔ایک دفعہ بوڑھا کسان بیمار ہوگیا۔جب اسے زندگی کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو اپنے پاس بلایا۔اور کہنے لگا:''بیٹا!دیکھو!میں اب چند ساعتوں کا مہمان ہوں۔میرے بعد تم اتفاق اور محبت سے رہنا اور دیکھو میرے پاس ایک بیش بہا خزانہ ہے۔جسے میں نے کھیتوں میں دبا رکھا ہے۔'' یہ کہنے کے بعد بوڑھے کسان کی روح پرواز کرگئی۔

بیٹوں نے جب باپ کے کفن دفن سے فراغت پائی تو بیلچے اور کدالیں لے کر کھیتوں کی طرف چل دیے اور ایک کے بعد دوسرے کھیتوں کو کھودنا شروع کردیا۔اس طرح انھوں نے کئی کھیت کھود ڈالے لیکن خزانے کا نشان تک نہ ملا۔آخر مایوس ہوکر کہنے لگے کہ باپ نے مرتے وقت ہم سے دھوکا کیا ہے۔

کھدی ہوئی زمین میں انہوں نے گندم بو دی۔چند دنوں کے بعد بارش ہوگئی۔کچھ عرصے کے بعد کھیتوں میں گندم لہلہانے لگی۔اب چاروں بھائی بہت خوش تھے کیونکہ اس سے پہلے ان کے کھیتوں میں کبھی اتنی پیداوار نہ ہوئی تھی۔آہستہ آہستہ ان کی حالت بدلنے لگی اور وہ خاصے خوش حال ہوگئے۔

اب ان کی سمجھ میں آیا کہ پوشیدہ خزانے سے ان کے باپ کی کیا مراد تھی۔قدرت نے ان کی محنت کا پھل انھیں دے دیا تھا اور وہ اپنے باپ کے خزانے کو حاصل کر چکے تھے۔

نتیجہ:۔

''محنت کبھی ضائع نہیں جاتی۔''

غرور کا سر نیچا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک خرگوش رہتا تھا۔ اسے اپنی تیز رفتاری پر بہت ناز تھا۔ وہ ہر وقت اپنے پڑوسی کچھوے کو اس کی سست رفتاری پر طعنے دیتا رہتا تھا۔ روز روز کے طعنوں سے تنگ آ کر آخر ایک دن کچھوے نے خرگوش سے کہا: ''آؤ ہم ایک کلومیٹر کی دوڑ کا مقابلہ کر لیں۔'' خرگوش کچھوے کی اس بات پر بہت ہنسا اور کہنے لگا: ''خوب! چیونٹی کے بھی پر نکل آئے! تمھارا اور میرا مقابلہ! مقابلے کی دعوت دے کر تم میری توہین کر رہے ہو۔'' لیکن کچھوے نے بہت تحمل کے ساتھ اپنی تجویز دہرائی بلکہ اس پر اصرار کیا۔ مجبوراً خرگوش کو اس کا چیلنج قبول کرنا پڑا۔ چنانچہ اُسی وقت دونوں نے دوڑ کا وقت اور جگہ مقرر کر لی۔

اگلے دن وقتِ مقرر پر دوڑ شروع ہوگئی۔ خرگوش نہایت تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا کچھوے سے بہت آگے نکل گیا۔ کافی دور جا کر جب پیچھے دیکھا تو اُسے کچھوا کہیں نظر نہ آیا۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے دل میں سوچا۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ کچھوا میرا مقابلہ خاک کرے گا؟ تھوڑی دیر سستا لوں تو پھر آگے روانہ ہوں گا۔ چنانچہ وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ جلد ہی وہ خوابِ غفلت کے مزے لینے لگا۔

ادھر کچھوا مستقل مزاجی سے آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ وہ سوئے ہوئے خرگوش کے قریب سے چپ چاپ گزر گیا اور منزلِ مقصود پر جا پہنچا۔ جب خرگوش کی آنکھ کھلی تو سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ دل میں کہنے لگا کہ ابھی کچھوا تو بہت

پیچھے ہے میں تو دو تین چھلانگوں میں منزل پر پہنچ جاؤں گا۔ جب وہ دوڑتا ہوا منزل پر پہنچا تو کچھوا وہاں پہلے سے موجود تھا۔ خرگوش نے جب اسے پہلے سے وہاں موجود پایا تو اس کی شرمندگی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا کیونکہ کچھوا بازی جیت چکا تھا اور خرگوش کو اس کے غرور کی سزا مل چکی تھی۔

نتیجہ:-

سچ ہے! ''غرور کرنے والے کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔''

مضامین

وقت کی پابندی

خبر لو وقت کی اپنی خبر لو
اڑا جاتا ہے، جو کرنا ہے کر لو

کسی کام کو مقررّہ وقت پر کرنا وقت کی پابندی کہلاتا ہے۔ کسی کام کو وقت پر کرنے والا ہی اس دنیا میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ وقت کی قدر نہ کرنے والے کو وقت اپنے پیروں تلے روند ڈالتا ہے۔ اس کے برعکس چند کاموں میں وقت کی پابندی کرنے سے آدمی ساری زندگی خوش وخرم رہ کر گزار سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ مشہور بادشاہ نپولین میدانِ جنگ میں چند منٹ دیر سے پہنچا تھا، جس کے نتیجے میں اس کو شکست ہوئی۔

وقت بہت بڑی دولت ہے۔ وقت ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ کھوئی ہوئی دولت ہمیں واپس مل سکتی ہے مگر گزرا ہوا وقت کبھی لوٹ کے نہیں آسکتا ہے بڑے بوڑھوں کا قول ہے: ''دریا کا گزرا ہوا پانی اور وقت کبھی واپس نہیں آسکتے۔''

قدرت کے تمام مناظر ہمیں وقت کی پابندی کا درس دیتے ہیں۔ موسموں کی تبدیلی، چاند اور سورج کا طلوع وغروب، سب کچھ وقت پر ہوتا ہے۔ اگر یہ سب کچھ وقت کے مطابق نہ رہے تو نظامِ قدرت درہم برہم ہوکر رہ جائے:

جو وقت گزر گیا اکارت
افسوس ہوا خزانہ غارت

وقت کی پابندی زندگی کا بہترین اصول ہے۔ جو لوگ اس سنہری اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ ساری زندگی بہت نیک نامی اور عزت پاتے ہیں۔ مگر جو لوگ حالات کی رو میں بہَ جانے کے عادی ہوتے ہیں اور وقت کی پابندی کو بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتے۔

اسلام کے ارکان ہمیں وقت کی پابندی کا درس دیتے ہیں۔ مؤذن وقت پر اذان دے کر ہمیں مسجد کی طرف بلاتا ہے

اور ہم وقت پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ وقت انسان کا سب سے بڑا دوست اور دشمن ہے۔ اگر کوئی اس کی قدر کرتا ہے تو یہ اس کو فائدہ دیتا ہے اور جو اس کی قدر نہیں کرتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ افراد کے ساتھ ساتھ اقوام کو بھی وقت کی پابندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

طلباء کے لیے وقت کی پابندی بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی طالب علم صبح سویرے اُٹھے اور وقت پر سکول جائے، تو اس کی صحّت اور تعلیم دونوں اچھی ہو جائیں گی۔ البتہ جو وقت کی قدر نہیں کرے گا وہ کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

ہماری زندگی بہت مختصر ہے اور بہت سے کام ہمارے ذمّے ہیں اگر ہم اپنے کاموں کے کاروبار میں تھوڑی سی وقت کی پابندی کریں تو بہت سے کام سرانجام دے سکیں گے۔

کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

ہے آج رُخ ہوا کا موافق تو چل نکل
کل کی کسے خبر ہے کدھر کی ہوا چلے

ٹیلی وِژن

''ٹیلی وِژن'' دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ ٹیلی یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی فاصلہ کے ہیں اور ''وِژن'' سے مراد وہ آلہ ہے جس کے ذریعے ہم دور سے بیٹھ کر نظارہ کر سکتے ہیں۔ آج یہ لفظ انگریزی اور اُردو دونوں میں شامل ہے اور عام طور پر اسے ''ٹی-وی'' کہا جاتا ہے جو ٹیلی وِژن کا مخفف ہے۔

آج سے سو سال قبل اگر کوئی آدمی یہ بات کرتا کہ فلاں آدمی کی آواز پشاور سے ملتان سنائی دے تو سبھی اس کو مذاق سمجھتے مگر آج یہ چیز مذاق نہیں رہی، حقیقت بن گئی ہے۔ یہ ریڈیو سے ممکن ہوا اور ریڈیو کی ترقی یافتہ شکل ٹیلی وِژن ہے جو نہ صرف آواز بلکہ تصویر بھی پیش کرتا ہے۔ ٹی-وی اسٹیشن پر اگر کوئی شخص خبریں پڑھ رہا ہے تو ہم نہ صرف اس کی آواز بلکہ شکل اور حرکات کو بھی دیکھتے ہیں۔

اس عجیب و غریب ایجاد کا سہرا امریکی موجد فاعلو ٹیلر فرنس ورتھ (Philo Taylor Farnsworth) کے سر تھا۔ ایک جگہ انہوں نے خود لکھا کہ میں ایک کیمرے کا تجربہ کر رہا تھا کہ ایک گڑیا کا عکس مجھے دوسرے کمرے میں دکھائی دیا۔ میں نے اپنے ایک ملازم کو شعاعوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔ پہلے تو وہ راضی نہ ہوا مگر انعام کے لالچ میں وہ کھڑا ہوا تو اس کا عکس مجھے دوسرے کمرے میں دکھائی دیا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

ٹیلی وِژن کا تجربہ 1915ء میں کامیاب ہوا۔ جان لوئی نے اس کو جاری رکھا۔ ٹیلی وِژن کیمرے کی مدد سے تصویر کو دور دراز علاقوں میں دکھانے لگا۔ یہاں تک کہ فروری 1928ء میں لندن سے امریکا پروگرام دکھائے گئے اور ٹیلی وژن نے بحرِ اوقیانوس کو عبور کیا۔

ٹیلی وِژن پہلے پہل مہنگا تھا مگر آج کل یہ ایک سستی تفریح بن چکا ہے۔ آپ گھر میں بیٹھے ملکوں ملکوں گھوم رہے ہیں، حالاتِ حاضرہ سے متعلق علم رکھتے ہیں، گانے سنتے ہیں، فلمیں دیکھتے ہیں، کھیلوں کے پروگرام دیکھتے ہیں اور تو اور اب تو پڑھائی بھی ٹیلی وِژن کے ذریعے ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ ٹی۔وی پر مذہبی، اصلاحی، تفریحی اور کئی طرح کے معلوماتی پروگرام مسلسل دکھائے جاتے ہیں۔

پاکستان میں ٹی وی کا آغاز 1964ء میں ہوا۔ آج کل اس کا رواج اس قدر بڑھ گیا ہے کہ شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں ٹیلی وِژن موجود نہ ہو۔ ٹی وی سے نہ صرف پڑھے لکھے لوگ بلکہ اَن پڑھ طبقہ بھی فائدہ اٹھا رہے ہے۔ اگر کوئی اخبارات و رسائل نہیں پڑھ سکتا تو ٹی وی سے وہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم سلائی، کڑھائی اور کھانے پکانے کے پروگرام بھی اس پر دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یہ ایجاد معلومات حاصل کرنے کا ایک عظیم منبع ہے تو بجا نہ ہوگا۔

میرا پسندیدہ کھیل

ویسے تو میں ہر کھیل کو اچھا سمجھتا ہوں لیکن ہاکی میرا بہت ہی پسندیدہ کھیل ہے۔ کرکٹ اور فٹ بال کی طرح یہ بھی بہت دلچسپ کھیل ہے۔ یہ پہلے انگلینڈ میں شروع ہوا تھا اور رفتہ رفتہ مختلف شکلوں میں پوری دنیا میں پھیل گیا۔ اس وقت یہ کھیل پاکستان میں بھی بہت مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔

ہاکی ٹیم میں کل گیارہ کھلاڑی ہوتے ہیں۔ ہر کھلاڑی کے پاس ایک ''ہاکی'' ہوتی ہے۔ ہاکی کے لیے بالکل ہموار میدان درکار ہوتا ہے تاکہ کھلاڑیوں کو کھیلنے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہاکی کا میدان تین سو فٹ لمبا اور ایک سو بیس فٹ چوڑا ہوتا ہے۔ دونوں طرف آمنے

سامنے دو گول ہوتے ہیں جن کے پیچھے جال لگا ہوتا ہے اور اس کے سامنے نصف دائرہ یعنی ڈی ہوتی ہے جو کھلاڑی اس میں کھڑا ہوتا ہے اسے ''گول کیپر'' کہا جاتا ہے۔ وہ گیند کو گول میں جانے سے بچاتا ہے۔ کسی ٹیم کی جیت کا انحصار گول کیپر کی ہوشیاری اور چستی پر ہوتا ہے۔

ٹیم کے دو کھلاڑی گول کیپر کی مدد کرتے ہیں جنھیں ''فل بیک'' کہا جاتا ہے۔ فل بیک کھلاڑیوں کے آگے تین کھلاڑی ہوتے ہیں جنھیں ''ہاف بیک'' کہا جاتا ہے اور جو گیند کو آگے پہنچاتے ہیں ان کو ''سنٹر فارورڈ'' کہا جاتا ہے۔ یہ تعداد

میں پانچ ہوتے ہیں۔ ویسے تو تمام کھلاڑی اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں مگر سنٹر فارورڈ گیند کو آگے پیچھے لے جانے اور گول کرنے میں بہت مددگار ہوتے ہیں۔

میچ کے دوران میں فیصلہ کرنے کے لیے ایک جج مقرر ہوتا ہے فریقین سے ہاکی کے قواعد و ضوابط پر عمل کرواتا ہے۔ اس کو کھیل کی زبان میں ''ریفری'' کہا جاتا ہے۔ اس کو کھیل شروع اور بند کرانے کے پورے اختیارات ہوتے ہیں اور اگر کوئی کھلاڑی غلطی کرے تو اس کا فیصلہ بھی یہی کرتا ہے۔ میچ کے جیتنے کا فیصلہ بھی ریفری ہی کرتا ہے جو آخری اور قطعی ہوتا ہے۔ اس کے فیصلے کے خلاف کبھی اپیل قبول نہیں ہوتی۔ اچھا ریفری ہمیشہ غیر جانب دار ہوتا ہے۔

ہاکی کھیلنے سے جسم کی ورزش ہو جاتی ہے پورا جسم پسینے میں شرابور ہو جاتا ہے اور موٹاپا کبھی کھلاڑی کے قریب نہیں پھٹکتا۔

دوسرے کھیلوں کی طرح ہاکی کھیلنے والے کھلاڑیوں میں کچھ مثبت عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اپنے سینئر کے احترام کی عادت پختہ ہوتی ہے۔ یہ اچھی عادات انھیں معاشرے کا اچھا شہری بننے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

ایک کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

پچھلے بدھ کو میرا دوست حمید میرے گھر آیا اس نے بتایا کہ گورنمنٹ ہائی سکول اور گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کے درمیان کرکٹ میچ ہو رہا ہے۔ یہ سن کر میں نے کچھ اور دوستوں کو ساتھ لیا اور ہم گراؤنڈ میں پہنچ گئے۔ گراؤنڈ تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ مگر ابھی طلباء جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ ہم نے اپنے سکول کے ساتھیوں کو ڈھونڈا اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے کیونکہ ایسے موقع پر دوستوں کے ساتھ بیٹھنے میں مزا آتا ہے۔

وقت پر ایمپائر گراؤنڈ میں آئے جو اپنے زمانے کے بہترین کھلاڑی رہ چکے تھے۔ اس کے بعد دونوں کپتان بھی میدان میں آئے اور ٹاس کیا گیا۔ ٹاس گورنمنٹ ہائی سکول نے جیت لیا۔ لہٰذا انھوں نے دو کھلاڑی گراؤنڈ میں بھیج دیے۔ ان کے آنے پر طلباء نے تالیاں بجا بجا کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ کھیل شروع ہونے کے بعد ان کھلاڑیوں نے دس رنز بنائے اور آؤٹ ہو گئے۔ اس کے بعد تین کھلاڑی بمشکل پندرہ رنز بنا سکے۔ یہ کھلاڑی اچھے ریکارڈ کے مالک تھے۔ اسلامیہ سکول کے باؤلر بہت چاق و چوبند نظر آ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گورنمنٹ ہائی سکول کی فتح بہت مشکل ہے مگر اس کے بعد ان کا کپتان میدان میں آیا اور اس نے مجموعی طور پر اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور سینچری بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ دیگر کھلاڑی تھوڑے تھوڑے وقفے سے آؤٹ ہوتے رہے اور آخر کار پہلی اننگ میں ان کا صرف ایک سو پینتالیس سکور تھا۔

اس کے بعد اسلامیہ سکول نے کھیلنا شروع کیا۔ ان کے کھلاڑی گورنمنٹ ہائی سکول کے کھلاڑیوں کی نسبت اچھے تھے مگر گورنمنٹ سکول کی فیلڈنگ اور باؤلنگ اچھی تھی۔ پہلے تین کھلاڑیوں نے زیادہ رنز بنائے جو نوے تک پہنچ گئے مگر بعد والوں نے صرف ستّر سکور بنائے۔ اس طرح وہ کل ایک سو ساٹھ سکور بنا کر آؤٹ ہو گئے۔ مگر اسلامیہ سکول کی ٹیم کو پندرہ رنز کی برتری حاصل تھی۔

اب پہلی اننگ ختم ہو چکی تھی اور دوسری اننگ شروع ہونے والی تھی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے مینجر نے اپنے کھلاڑیوں کو اکٹھا کیا اور ایک پُر جوش تقریر سے ان کے حوصلے بلند کیے۔ اس تقریر نے طلباء میں ایک نئی روح پھونک دی۔ دوسری اننگ کا آغاز ہوا۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے طلباء بہت مستعدی سے کھیلے۔ اسلامیہ سکول نے بھی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا مگر اب کے گورنمنٹ ہائی سکول کے پہلے دو کھلاڑیوں نے ستر رنز بنائے۔ باقی آٹھ کھلاڑیوں نے ایک سو پانچ رنز بنائے اور اس طرح ان کا مجموعی سکور تین سو بیس ہو گیا اس دفعہ دونوں ٹیموں نے بہتر کارکردگی دکھائی۔ اِسلامیہ ہائی سکول کی ٹیم کو اب جیتنے کے لیے ایک سو اکسٹھ رنز کی ضرورت تھی۔

اس کے بعد اسلامیہ ہائی سکول نے کھیلنا شروع کیا۔ اس دفعہ انھوں نے بہت احتیاط سے کام لیا۔ ان کے دو کھلاڑی جلد ہی کیچ آؤٹ ہو گئے۔ انھوں نے مزید مستعدی کا مظاہرہ کیا مگر ان کے دو کھلاڑی ''رن آؤٹ'' ہو گئے اور سکور بھی صرف چالیس ہی بن سکا۔ اب کے کھلاڑی کچھ اور بھی گھبرائے کیونکہ باقی کھلاڑی کم تھے مگر پھر بھی ان کی ٹیم تین سو گیارہ تک رنز لے گئی اور ان کا ابھی ایک کھلاڑی باقی تھا مگر بدقسمتی سے وہ بھی دو رنز بنا کر آؤٹ ہو گیا۔ اس طرح گورنمنٹ ہائی سکول کی ٹیم چند سکور سے جیت گئی۔

ویسے تو یہ میچ ہر مرحلے میں بہت دلچسپ رہا مگر آخر میں جب جیتنے کے لیے دس رنز درکار تھے تو اس وقت ساری ٹیم پر بہت ناامیدی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت میچ بہت دلچسپ مرحلے میں داخل ہو چکا تھا کیونکہ ہار جیت کے درمیان کچھ رنز کا فاصلہ تھا۔ بہرحال میچ بہت دلچسپ رہا۔ دونوں ٹیموں نے ایک دوسرے سے دوستانہ رویہ اختیار کیا۔ ہم بھی خوشی خوشی گھر لوٹ آئے اور کئی دن تک میچ پر تبصرہ کرتے رہے۔

تن درستی ہزار نعمت ہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تن درست

انسانی جسم ایک مشین کی مانند ہے۔ اگر کسی مشین کا پرزہ خراب ہو جائے تو ساری مشین بے کار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے جسم کا اگر کوئی عُضو کسی وجہ سے تن درست نہ رہے تو جسم کے سارے اعضاء بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

تن درستی ایک بے بہا نعمت ہے۔ خوش قسمت لوگ وہ ہیں جو اس دنیا میں تن درست رہتے ہیں۔ غریب آدمی اگر صحت مند رہے تو اس کی اچھی صحت بجائے خود ایک دولت ہے۔ دولت مند اگر تن درست نہیں تو اس کی دولت اور خوشحالی اس کے لیے بے کار، چنانچہ پتا چلا کہ تن درستی مال و دولت سے بھی افضل ہے۔ دین و دنیا میں کامیاب ہونے کے لیے صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ بیمار آدمی کی روح بھی بیمار رہتی ہے اور وہ کوئی بھی کام دل چسپی سے نہیں کر سکتا۔ زندگی میں بعض کاموں کے لیے جسمانی قوت چاہیے اور بعض کے لیے ذہنی قوت درکار ہے۔ بیمار آدمی ان دونوں سے محروم رہتا ہے۔

تجربہ شاہد ہے کہ بعض ذہین طلباء بیمار ہونے کی وجہ سے اچھی طرح محنت نہیں کر سکتے اور ناکام رہتے ہیں مگر کچھ طلباء زیادہ ذہین نہ ہونے پر بھی اچھی صحت کے مالک ہوتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں۔ بیمار آدمی نہ تو اپنی زندگی ہی بنا سکتا ہے اور نہ بنی نوع انسان کی بہتری کے لیے کوئی کام کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں بڑے بڑے کام کیے وہ ذہین ہونے کے علاوہ تن درست و توانا بھی تھے۔ دنیا کے بڑے بڑے فاتحین، قومی مشاہیر، بین الاقوامی شہرت رکھنے والے فلسفی اور مشہور سائنس دان ذہنی اور جسمانی طاقت کے بل بوتے پر اس مقام پر پہنچے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تن درستی اپنے فوائد کے لحاظ سے سو نعمتوں کی ایک نعمت ہے:

فلاح دین و دنیا منحصر ہے تن درستی پر
غرض سو نعمتوں کی ایک نعمت تن درستی ہے

جو شخص مسلسل بیمار رہتا ہے وہ اپنے آپ سے بھی بے زار ہو جاتا ہے اور دنیا کی کوئی بھی چیز اسے نہیں بھاتی ۔اس کے لیے زندگی وبال بن جاتی ہے۔طبیعت چڑ چڑی سی ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ زندگی میں صحت بہت بڑی نعمت ہے۔ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ اپنے رب کا ناشکرا ہے۔بعض لوگوں کے پاس سب کچھ ہوتا ہے مگر تن درستی نہ ہونے کی وجہ سے وہ سب کچھ ان کے لیے بے کار ہے۔کسی نے سچ کہا ہے:

تن درستی ہزار نعمت ہے

صحت قائم رکھنے کے لیے سب سے مناسب چیز غذا ہے۔انسان کی اکثر بیماریاں غلط غذا استعمال کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔زیادہ کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے کسی دانا نے کہا ہے: ''لوگ دانتوں سے اپنی قبر کھودتے ہیں۔'' یعنی ضرورت سے بڑھ کر کھانا صحت کو خراب کر دیتا ہے۔ثقیل اور مرغن چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے جو لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان کے مطابق سیر ہونے سے پہلے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں وہ تن درست رہتے ہیں۔

اپنے معاملات میں خدا پر بھروسہ کرنے سے اور خوش رہنے سے صحت اچھی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ حفظانِ صحت کے اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔دانتوں کی صفائی، صبح کی سیر اور ورزش بھی صحت کے اصولوں میں شامل ہیں۔

اگر انسان ان اصولوں پر عمل کرے اور محنت مشقت کو اصول بنائے تو وہ زندگی بھر تن درست رہ سکتا ہے۔

عیدالفطر

رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے اختتام پر عیدالفطر منائی جاتی ہے۔ عید کا مطلب ہے خوشی کا دن جو بار بار آتا ہے۔ یہ دن تمام مسلمانوں کی اجتماعی خوشی کا مظہر ہے۔ غریب ہو یا امیر، بوڑھا و بچہ سبھی عید کی خوشیوں میں شامل ہوتے ہیں اور اس کی مثال کچھ یوں دی جاسکتی ہے کہ دریا کے کنارے دس آدمیوں کو کھڑا کر کے کہا جائے کہ تم نے دریا پار کرنا ہے اور ضرور کرنا ہے۔ تم میں دو شخص ایسے بھی ہیں جن کے پاس کرایہ نہیں ایک اپاہج ہے تو اس حکم کے نبھانے والے سات آدمی ہوں گے کہ ان تینوں کا کرایہ دیں اور اپاہج کو اٹھا کر کشتی میں بٹھایا جائے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو یقیناً حکم کی نافرمانی کرنے والے کو سزا ملے گی۔ اسی طرح عید کی خوشیوں میں غریبوں اور مسکینوں کا حق ان تک پہنچاتے رہیں۔ وہ آدمی جس نے پورا مہینہ نیکیاں کیں اور گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکا ہو، وہ جب اگلے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو اس پر ہر طرف سے رحمتیں ہی برستی ہیں۔

عید کے دن صبح اُٹھتے ہی لوگ نئے کپڑے پہن کر تیّار ہوتے ہیں۔ سوّیاں یا اور کوئی میٹھی چیز پکاتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ کے حضور نمازِ عید کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خداوند کریم ہم نے تیرے حکم کے مطابق احترامِ رمضان کا خیال رکھا ہے۔ آئندہ بھی ہمیں نیکی کی توفیق دے۔ ہمارے گناہ معاف کردے اور ہمیں دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرما۔

بچے عید کے دن رنگ برنگ لباس پہنتے ہیں۔ کچھ بچے عید کے میلے کی تیّاریاں کرتے ہیں۔ کوئی سیر و تفریح کے لیے نکل جاتا ہے۔ گلیوں اور کوچوں میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بہار آ گئی ہو، کھانے پینے کی چیزوں کے آگے خوش رنگ سائبان لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لوگوں نے جھنڈیوں سے دکانوں کو خوب سجا رکھا ہے گویا جس طرف بھی دیکھو خوشی کا سماں نظر آتا ہے۔ کھانے پینے کی ہر دکان کے سامنے رنگ برنگ کپڑے پہنے ہوئے بچوں کا ہجوم نظر آتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ عید کا صحیح لطف بچے ہی اٹھاتے ہیں۔

ہمیں عید کی خوشیوں میں اپنے غریب ساتھیوں کے احساسات کو بھی مدِنظر رکھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اس خوشی میں شریک ہو سکیں۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناحؒ
ملت ہے جسم جاں ہے محمد علی جناحؒ

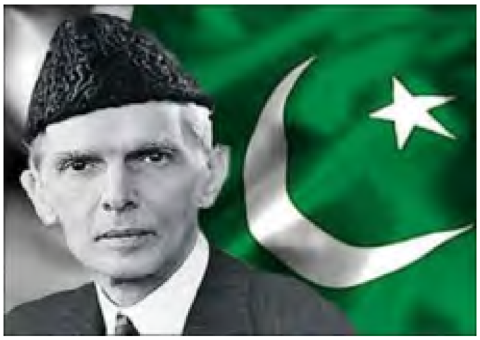

محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام جناح پونجا تھا۔ جو کاٹھیاوار کے رہنے والے تھے۔ وہ کراچی میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے اور درمیانے درجے کے تاجروں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی پرورش بہت نازونعم سے ہوئی۔

عام مسلمان بچوں کی طرح محمد علی جناحؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پانچ سال کی عمر میں آپ کو بمبئی کے ایک سکول میں داخل کرادیا گیا۔ اس طرح بچپن میں ہی اکیلا رہنے سے آپ نڈر اور باہمت بن گئے۔

اس کے بعد آپ کو کراچی کے مشن ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ سولہ سال کی عمر میں آپ نے میٹرک کیا اور پھر بیرسٹری کی تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ بیس سال کی عمر میں بیرسٹر بن کر کراچی واپس آ گئے۔

اس چار سال کی مدت میں آپ کے والد کا کاروبار بگڑ گیا گھر غریبی کا شکار ہوگیا۔ اسی دوران ہی آپ کی والدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ صدمہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ المختصر آپ کو وطن آتے ہی مصیبتوں کا سامان کرنا پڑا۔ آپ کی طبیعت میں مستقل مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس لیے آپ ان مشکلات کے مقابلے میں سینہ سپر ہوگئے۔ سب سے پہلے اپنے والد کے مقدمات کی پیروی کی اور بہت صبر واستقلال سے کام لیا۔ خدا خدا کر کے ان مقدمات سے نجات ملی۔ جب آپ کو کراچی میں کسی صورت اپنی وکالت چلتی نظر نہ آئی تو آپ بمبئی آ گئے۔ ابتداء میں کچھ مشکلات ہوئیں مگر کچھ عرصہ بعد ہی آپ کا شمار بہترین وکلاء میں ہونے لگا۔

جب گھر میں خوشحالی کا دور دورہ ہوا تو دل میں قومی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ چنانچہ یہی مقصد لے کر آپ

کانگریس میں شامل ہوئے کہ مسلمانوں کی نمائندگی کر سکیں اور ان کے حقوق کو پامال ہونے سے بچائیں۔ان کی آرزو تھی کہ مسلمان اور ہندو مل جل کر رہیں لیکن جب آپ نے محسوس کیا کہ ہندو آپ کی قوم سے انصاف کرنے پر آمادہ نہیں ہیں تو آپ کانگریس سے بیزار ہو گئے۔1930ء میں حکومت برطانیہ نے گول میز کانفرنس بلائی، آپ نے اس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی مگر یہ کانفرنس ناکام ہوئی کیونکہ ہندو مسلمانوں کو محکوم بنا کے رکھنا چاہتے تھے۔

قائداعظمؒ کو اس رویے سے بہت دکھ پہنچا۔ قائداعظمؒ وطن واپس آنے کی بجائے کچھ دیر وہیں رہے مگر مولانا محمد علی جوہرؒ کی وفات کے بعد مسلمانوں کی درخواست پر قائداعظمؒ وطن واپس آئے وطن واپس آ کر آپ نے مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی اور علامہ اقبال کے مشورے پر سب کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔

1940ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں پاکستان کے قیام کی قرارداد منظور ہوئی۔اس جلسے میں قائداعظمؒ نے یہ بات واضح کر دی کہ مسلمان اور ہندو کبھی مل جل کر نہیں رہ سکتے ہیں۔اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے صوبے الگ کر دیئے جائیں۔ جہاں مسلمان اپنی مرضی سے قرآن اور سنت کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے اس تجویز کی پرزور حمایت کی اور آپ قائداعظمؒ کے نام سے پکارے جانے لگے۔مسلم لیگ کی اس تجویز سے ہندو آگ بگولہ ہو گئے مگر قائداعظمؒ اپنے ارادے پر ڈٹے رہے۔آخر کار قائداعظمؒ کا مضبوط ارادہ کام کر گیا۔

14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر اُبھرا اور قائداعظمؒ اس کے پہلے گورنر جنرل بنے۔

سالہا سال کی محنت سے آپ کی صحت جواب دے گئی تھی۔ وہ بیماری کی حالت میں بھی مملکت کے کام نہایت محنت سے سرانجام دے رہے تھے۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان کے قیام کے صرف تیرہ مہینے بعد آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

جب تک یہ مملکت قائم ہے کروڑوں انسان اس عظیم محسن کی یاد کو سینے سے لگائے رکھیں گے۔قائداعظمؒ کا غیر فانی کردار آج بھی مشعلِ راہ ہے۔

علاّمہ محمد اقبال

اقبالؒ کا شمار بہترین شعراء میں ہوتا ہے۔ آپؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ علاّمہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا جن کو سب 'میاں جی' کہتے تھے اور والدہ ماجدہ کا نام امام بی بی تھا جن کو سب 'بے جی' کہا کرتے تھے۔ علامہ اقبالؒ کے دو بھائی اور چار بہنیں تھیں۔

اقبالؒ کی ابتدائی تعلیم مولوی میر حسن کے مدرسے سے ہوئی۔ اس کے بعد سکاچ مشن ہائی سکول سے میٹرک 1893ء میں امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ 1895ء میں اقبالؒ نے ایف اے (انٹرمیڈیٹ) کا امتحان مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا اور مزید تعلیم کے لیے لاہور آ گئے۔ 1897ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے انھوں نے بی۔اے اور 1899ء میں فلسفہ میں ایم۔اے کیا۔

کچھ عرصہ اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج میں تدریس کا کام کیا پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ولایت چلے گئے۔

انگلستان سے 'بار ایٹ لاء' اور جرمنی سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ علاّمہ اقبال اُردو اور فارسی کے عظیم شاعر تھے انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ اور لگن پیدا کی۔ ان کی تصانیف میں اسرار و رموز، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، بس چہ باید کرد اے اقوام مشرق، بانگِ درا، ضربِ کلیم، بالِ جبریل شامل ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں بھرپور حصّہ لیا۔ گول میز کانفرنسوں میں شرکت کے لیے لندن گئے۔ دو سال تک مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا۔

علاّمہ اقبالؒ شعری حلقوں کے علاوہ عام آدمیوں میں بھی ہر دل عزیز تھے۔ کالج کے پروفیسر طلبہ اور دیگر لوگ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپؒ کے خیالات سے مستفید ہوتے تھے۔ ہر شخص کے لیے آپؒ کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ آپؒ نے اپنی زندگی بہت سادہ طریقے سے بسر کی۔ کھانے، پینے اور دیگر اشیا میں تکلف کے روادار نہ تھے۔

آپ کا کلام بعض لوگوں نے دوسری زبانوں میں بھی ڈھالا۔ پروفیسر نکلسن نے اسرارِ خودی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ کے کلام کے اور مختلف زبانوں میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔

21 اپریل 1938ء کو آپؒ کا انتقال ہوا۔ آپؒ کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی، ہر کوئی افسردہ ہو گیا اور ہر آنکھ آنسوؤں سے چھلک گئی۔ آپؒ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں مگر آپ کا کلام آج بھی ہمارے درمیان زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ آپ کی شاعری میں مسلمانوں کے لیے جو سوز و درد ہے وہ مسلمانوں کو ہمیشہ اس کی حقیقت سے آگاہ کرتا رہے گا۔

ؔ کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

میرا بہترین دوست

مجھے ایک بہت ہی اچھا دوست ملا ہے۔ اُس کا نام عامر ہے۔ ہم دونوں ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔ وہ میرے محلّے کا ہے اور نہایت ہی شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم ایک دوسرے کی طبیعت و عادات کو خوب سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔ وہ مجھے پریشان دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ مشکل وقت میں میرے کام آتا ہے۔ اگر میں کسی مصیبت میں ہوں، تو وہ مجھے بہترین مشورے دیتا ہے اور میری زبانی اور عملی طور پر مدد کرتا ہے۔

ہم اکٹھے ہی سکول جاتے ہیں اور آتے ہیں۔ کھیل کے وقت بھی اکٹھے ہی ہوتے ہیں اور پڑھائی بھی ہم اکٹھے ہی کرتے ہیں۔ عامر بہت اچھے اخلاق کا مالک ہے۔ ہر لڑکا اس کی عزت کرتا ہے۔ اساتذۂ کرام بھی اسے بہت ہی شفقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارا شمار جماعت کے بہترین طلباء میں ہوتا ہے۔

عامر اکثر یہ کہا کرتا ہے کہ جس نے بزرگوں کی خدمت نہیں کی وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا اور جو اپنے اساتذہ کرام کا احترام نہیں کرتا وہ کبھی علم کی دولت سے مالا مال نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ خود بھی اس پر عمل کرتا ہے۔ اپنے والدین کی بے حد فرماں برداری کرتا ہے۔ اپنے اساتذۂ کرام اور بزرگوں کی بہت عزت کرتا ہے۔

میں بھی بہت خوش ہوں کہ مجھے عامر جیسا نیک، ہم درد، قابل، ذہین اور محنتی دوست ملا ہے۔

ورزش کے فائدے

تن درستی ایک عظیم نعمت ہے۔ اگر تن درستی نہ ہو تو انسان کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ یوں نہ وہ صحیح طریقے سے حقوق اللہ ادا کرنے کے قابل رہتا ہے اور نہ حقوق العباد۔

تن درستی قائم رکھنے کے لیے ورزش بہت ضروری ہے۔ غذا کو ہضم کرنے کے لیے ورزش بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ورزش سے جسم کی صحیح نشوونما ہوتی ہے۔ بدن چست اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ انسان خوش رہتا ہے۔ جسمانی اعضاء اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر صحّت ہے تو کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، کام کرنے، دوڑنے کودنے اور عمل کرنے میں آسانی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن خدانخواستہ صحت ہی ٹھیک نہیں تو کسی چیز میں لطف نہیں ہوگا۔ سونا چاندی مال سب بیکار ہیں۔ صحّت کی قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان بیمار پڑ جاتا ہے۔

ورزش کرنا ایک فن ہے۔ ورزش کے لیے وقت بھی مقرر کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ورزش کی خاصیت بھی الگ ہوتی ہے۔ ورزش کئی قسموں کی ہوتی ہیں۔ ایک ہلکی قسم کی ورزش ہے مثلاً صبح کی سیر، چہل قدمی، دوڑنا، کودنا وغیرہ اور دوسری ذرا سخت قسم کی ورزش ہے مثلاً کشتی لڑنا، ڈنڈ پیلنا اور تیرنا وغیرہ۔

مختلف ورزشوں کے مختلف فوائد ہوتے ہیں۔ کچھ ورزشیں اعضاء کو مضبوط بناتی ہیں۔ مثلاً ڈنڈ پیلنا، بازو اور سینے کے پٹھوں کی مضبوطی کے لیے بہت مفید ہے۔ ٹانگوں کو مضبوط بنانے کے لیے بیٹھکیں لگانا اور دوڑنا مفید ہے۔ تیرنا ایک بہترین ورزش ہے۔

ورزش کرنے والے کو خیال رکھنا چاہیے کہ اُس کی خوراک بھی اس کی ضرورت کے مطابق ہو۔ اگر کسی کو محنت اور مشقت سے کام کرنا پڑتا ہے تو اس کے لیے مرغن غذائیں کسی حد تک ضروری ہیں۔ لیکن کم محنت کرنے والوں کی غذا بہت ہی

سادہ اور ہلکی ہونی چاہیے۔

ورزش اپنی قوت اور عمر کے مطابق کرنی چاہیے۔ ورزش کے لیے صبح یا شام کا وقت مناسب ہوتا ہے۔ موسم کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ سردی کے موسم میں ٹھنڈ لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا خاطر خواہ انتظام رکھنا چاہیے۔ کھانا کھانے کے بعد ورزش نہیں کرنی چاہیے۔ ورزش کے فوراً بعد کسی ٹھنڈی چیز مثلاً سوڈا، آئس کریم یا ٹھنڈے شربت کا استعمال معدے کو خراب کر دیتا ہے۔

جس طرح خوراک زندگی کو چلانے کے لیے ضروری ہے۔ اس طرح ورزش بھی صحت قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ورزش کو روز مرّہ کا معمول بنائیں۔

علم کے فائدے

علم ایک عظیم دولت اور طاقت ہے۔ دولت تو کسی کے پاس مستقل طور پر نہیں رہتی۔ آج کسی کے پاس دولت ہے تو وہ ختم بھی ہو سکتی ہے لیکن علم ایک ایسی دولت ہے۔ جسے نہ کوئی چھین سکتا ہے۔ یہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے بلکہ بڑھتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جس شخص کے پاس دولت ہو اس کے بہت سے دشمن ہو سکتے ہیں لیکن جس کے پاس علم کی دولت ہو، اس کے سب دوست ہوتے ہیں۔ علم انسان کو عقل، شعور، تمیز اور عاجزی سکھاتا ہے۔

اسلام میں علم کی بڑی اہمیت ہے۔ مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ علم حاصل کرنے کے لیے دور تک سفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علم حاصل کرنے کے لیے سفر، عبادت اور جہاد ہے۔ طالبِ علم کے راستے میں فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں علم تلاش کرنے سے بڑھتا ہے۔

آج ہم اپنے اردگرد دیکھیں کہ انسان نے اپنے علم سے کتنی چیزیں بنالی ہیں۔ موٹر کاریں، بسیں، گاڑیاں اور ہوائی جہاز، بحری جہاز اور آبدوزیں وغیرہ اگر انسان کو علم حاصل کرنے کا شوق نہ ہوتا تو وہ یہ چیزیں کبھی نہ بنا پاتا۔ علم کے بغیر انسان دوسروں کا محتاج ہی رہتا ہے۔ جس شخص کو پڑھنا نہ آتا ہو، وہ اپنے کسی عزیز کا خط تک نہیں پڑھ سکتا۔ علم کے ذریعے انسان مشکلات اور خطرات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تعلیم یافتہ انسان اپنے علم کے ذریعے اندھیروں میں اپنا راستہ تلاش کر لیتا ہے۔ جب کہ اَن پڑھ شخص اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا ہے۔

علم کی بہت سی شاخیں ہیں۔ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، نفسیات اور شہریت وغیرہ۔ فزکس کے ذریعے ایٹم دریافت ہوا۔ کیمسٹری نے ہمیں ادویات کا علم سکھایا۔ اس طرح علم کی ہر شاخ نے ہمیں کچھ نہ کچھ سکھایا۔ علم کے ذریعے ترقی کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ سائنسی تعلیم نے انسان کو بہت طاقت ور بنا دیا ہے۔ انسان اب سمندروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ وہ فضائی راستوں سے واقف ہے۔ وہ چاند اور مریخ تک پہنچ گیا ہے۔

آج کی ایجادات دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بجلی کو کئی طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹرانسپورٹ اور مواصلات میں بہت ترقی ہو چکی ہے۔ زرعی پیداوار میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ ہر طرف نت نئی سڑکوں کے جال بچھ گئے ہیں۔ علم کی بدولت انسان نے پہاڑوں کا سینہ چیر کر معدنیات کے خزانے تلاش کر لیے ہیں، جنگل اور صحرا انسان کے قدموں کی گرد بن چکے ہیں۔

سائنس کے کرشمے

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ پہلے انسان غاروں میں رہتا تھا۔ پتوں کا لباس پہنتا تھا اور جانوروں کا شکار کر کے اپنی خوراک حاصل کرتا تھا۔

پرانے زمانے میں انسان پیدل چلا کرتا تھا۔ آج موٹریں، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز اور بحری جہاز ہمیں دور دراز علاقوں اور ملکوں تک پہنچانے کے لیے موجود ہیں۔ اب مہینوں کا سفر دنوں میں اور دنوں کا سفر گھنٹوں اور گھنٹوں کا سفر چند منٹوں میں طے ہوتا ہے۔

سائنس نے ہماری زندگی میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ ریڈیو، ٹیلی فون اور ٹیلی وژن جیسی ایجادات نے پوری دنیا کے فاصلے ختم کر دیے ہیں۔ اب پیغامات دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک چند سیکنڈ میں پہنچ جاتے ہیں۔ ٹیلی فون پر ہزاروں میل دور بیٹھے دوستوں اور عزیزوں سے براہِ راست بات چیت ہو سکتی ہے۔ ٹیلیکس اور فیکس کے ذریعے دنیا کے دور دراز مقامات پر ہونے والے واقعات خبروں کی صورت میں پوری دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ ریڈیو کی آواز تو صرف کانوں میں رس گھولتی ہے لیکن ٹیلی وژن کا بٹن دبانے سے بولنے والے کی تصویر بھی سامنے آ جاتی ہے۔

آج کے زمانے میں بجلی ہمیں ایک خادمہ کے روپ میں نظر آتی ہے۔ یہ خود دکھائی نہیں دیتی، لیکن اس کی مدد سے پنکھے، ائر کولر، ریفریجریٹر چلتے اور ہیٹر جلتے نظر آتے ہیں۔ اس نوکرانی نے ہماری زندگی کو آسان بنا دیا ہے جو ہمیں کھانا تیار کرنے اور کپڑے دھونے میں مدد دیتی ہے۔ وہ کام جو سینکڑوں مزدور نہ کر سکیں، یہ فوراً کر دیتی ہے۔

کسی زمانے میں لوگ پیچش، ہیضہ، ملیریا، طاعون اور چیچک جیسی مہلک بیماروں سے مر جاتے تھے۔ آج سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ بچوں کو طاعون اور چیچک کے ٹیکے لگا دیے جاتے ہیں۔ اب ہر بیماری پر قابو پا لیا گیا ہے۔

پہلے بیماری کے بارے میں اندازے لگائے جاتے تھے۔ اب ایکس رے کے ذریعے ڈاکٹر اصل مرض تک پہنچ جاتے ہیں۔ ریڈیائی لہروں سے کینسر جیسی بیماریوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔

علم کے میدان میں سائنس نے حیرت انگیز کردار ادا کیا ہے۔ چھاپے خانے کی ایجاد سے کتابیں اور رسالے

تیزی سے شائع ہوتے ہیں۔ مائیکروفلم اور فوٹو اسٹیٹ نے اشاعت وطباعت میں مزید آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔

زراعت کے شعبے میں سائنس نے بہت ترقی کی ہے۔ اب فصلوں کی بہت سی اقسام تیار ہو چکی ہیں۔ پہلے فصلوں کو کیڑا لگ جاتا تھا اور کسان نقصان اٹھاتا تھا۔ اب فصلوں کو کیڑے مکوڑوں اور سنڈیوں سے بچانے کے لیے سپرے کرنے والی ادویات بازار میں عام دستیاب ہیں۔ فصلوں کی بوائی اور کٹائی کے لیے مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں۔

غرض یہ کہ سائنس نے ہماری زندگی کو آسان بنا دیا ہے۔ سائنس نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور ہم دن رات سائنسی ایجادات سے فائدے اٹھا رہے ہیں۔

کمپیوٹر۔ایک حیرت انگیز ایجاد

انسان نے مختلف ایجادات کے سلسلے میں اپنی علمی اور فکری صلاحیتوں سے خوب کام لیا ہے اور اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اب تو اسکول میں تعلیم حاصل کرنے والے بچے کمپیوٹر سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ دفاتر، زراعت، صنعت، کاروبار، ذرائع ابلاغ اور خلا و فضا میں کمپیوٹر ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

کمپیوٹر کا لفظ کمپیوٹ (Compute) سے بنا ہے۔ اس کا مفہوم حساب کتاب لگانا ہے۔ یعنی جو چیز حساب کتاب لگا سکتی ہو، اسے کمپیوٹر کہا جا سکتا ہے۔

سترھویں صدی میں دس دندانے والی گراریوں سے کام لے کر ایک مکینیکل کیلکولیٹر تیار کر لیا گیا اس کے بعد چند سلاخوں پر مبنی سلائیڈ رولز کا طریقہ سامنے آیا۔ یہ طریقے غیر مشینی تھے۔ اب انسان کی یہ کوشش تھی کہ وہ اپنی سہولت کے لیے کوئی مشین ایجاد کرے۔ انسان نے ہمت نہ ہاری اور فرانس کے ایک شخص پاسکل نے پہلا کمپیوٹر ایجاد کر لیا۔ اس کے پہیوں پر صفر سے نو تک ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ جب پہیہ ایک چکر مکمل کر لیتا تو اس کے سامنے والا پہیہ ایک ہندسے آگے بڑھ جاتا۔ اس مشین کے ذریعے جمع تفریق کی جا سکتی تھی اور پھر ضرب اور تقسیم بھی ممکن تھی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے، جب بجلی نہیں ہوتی تھی۔ بہر حال ایک برطانوی انجینئر چارلس نے ایک ایسی مشین ایجاد کر لی، جس میں معلومات ذخیرہ کی جا سکتی تھیں۔ 1890 میں ہرمن ہارتھ نے بجلی کا کمپیوٹر ایجاد کر لیا۔ اس میں معلومات کے لیے کارڈز استعمال ہوتے تھے۔

ڈیجیٹل کمپیوٹر 1946 میں مکمل ہوا۔ پہلے یہ بہت وزنی تھا اور ایک بڑے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی جسامت چھوٹی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ یہ اتنا چھوٹا ہو گیا کہ آسانی سے میز پر رکھا جا سکتا ہے۔ آج کل مائیکرو اور منی کمپیوٹر عام ہیں۔

کمپیوٹر تین حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

درآمدی یونٹ (Input Unit)

یہ ٹائپ رائٹر کے کی بورڈ (Key Board) کی طرح ہوتا ہے۔اس کے اوپر بٹنوں کی طرح لیور دکھائی دیتے ہیں۔ ہر لیور الگ حرف، علامت اور شکل کو ظاہر کرتا ہے۔کمپیوٹر کی ہدایت کے لیے جو ڈبیہ ہوتی ہے، اسے ماؤس (Mouse) کہا جاتا ہے۔ماؤس کو ہلانے سے ایک اشارہ نظر آتا ہے، جو خاص ہدایات دیتا ہے۔

کمپیوٹر کا دماغ (Processing Unit)

یہ کمپیوٹر کا اہم ترین حصہ ہوتا ہے۔اسے کمپیوٹر کا دماغ کہا جا سکتا ہے۔ یہ ہدایات کے مطابق کام کرتا ہے اور پھر یہ نتائج ظاہر کرتا ہے۔

آؤٹ پُٹ ڈیوائس (Out Put Device)

اس کی شکل ٹیلی وژن کی طرح ہوتی ہے۔اسے مونیٹر کہا جاتا ہے۔کمپیوٹر جب نتیجہ مرتب کرتا ہے تو وہ اس کی سکرین پر آ جاتا ہے۔کمپیوٹر انسان سے دس لاکھ گنا تیزی سے کام کرتا ہے۔اس سے درست معلومات لی جاسکتی ہیں۔کمپیوٹر نے تعلیم کے میدان میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔

آپ اپنے پیغامات اور تحریریں دوسرے کمپیوٹر تک پہنچا سکتے ہیں۔کھیلوں کے شوقین بچوں کے لیے کمپیوٹر دل بہلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔کمپیوٹر صاف ستھرے ماحول میں نصب کیا جائے۔اس کے لیے درجہ حرارت مناسب ہونا چاہیے۔کمپیوٹر کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

لاہور کی میٹرو بس

لاہور پنجاب کا دارالحکومت ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں سے روزانہ ہزاروں لوگ لاہور آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شہر میں چلنے والی تمام بسوں اور ویگنوں میں ہر وقت ایک ہجوم نظر آتا ہے۔ سڑکوں کے کنارے بنے ہوئے بس اسٹاپوں پر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ سارا لاہور گھروں سے باہر نکل آیا ہے۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر بہت عرصے سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ٹرانسپورٹ کا کوئی ایسا منصوبہ تیار کیا جائے جو لاہور کے شہریوں اور پنجاب کے دوسرے شہروں سے آنے والے لوگوں کی مشکل کو کم کر سکے۔ چنانچہ پنجاب حکومت نے کچھ عرصہ قبل لاہور میں ایک تیز رفتار بس سروس چلانے کا منصوبہ تیار کیا۔ جسے ''میٹرو بس ریپڈ سسٹم'' کا نام دیا گیا ہے۔ میٹرو بس چلانے کے لیے گیارہ ماہ کی کم ترین مدت میں گجو متہ سے شاہدرہ تک ستائیس کلومیٹر ٹریک بنایا گیا ہے۔ اس ٹریک میں تقریباً 8.3 کلومیٹر طویل پل بھی شامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایشیا کا طویل ترین پل ہے۔ 10 فروری 2013ء کو میٹرو بس سروس شروع ہوئی اور چند دن تک یہ بس سروس مفت تھی۔ اب اس میں سفر کرنے کے لیے بہت کم کرایہ مقرر کیا گیا ہے۔ سپیشل افراد کے لیے کوئی ٹکٹ نہیں۔ وہ مفت سفر کر سکتے ہیں۔

میٹرو بس میں ہر گھنٹے میں آٹھ ہزار اور 24 گھنٹوں کے دوران ایک لاکھ سے زائد افراد سفر کر سکیں گے۔ یہ بس چالیس کلومیٹر فی گھنٹا کی رفتار سے چلتی ہے۔ ہر ایک کلومیٹر کے بعد اسٹیشن بنایا گیا ہے۔ یہ بس ہر چھے منٹ کے بعد اسٹیشن پر موجود ہوتی ہے۔ مسافروں کے اُترنے چڑھنے کے لیے برقی سیڑھیاں لگائی گئی ہیں۔

’’دنیا میں ریپڈ بس سسٹم کا آغاز 1974ء میں برازیل میں ہوا۔ پبلک ٹرانسپورٹ کا یہ نظام سیول (جنوبی کوریا) احمد آباد (بھارت) جکارتہ (انڈونیشیا) یوگوٹا (کولمبیا) استنبول (ترکی) اور لاس اینجلس (امریکہ) میں کامیابی سے ہم کنار ہو چکا ہے۔‘‘

ایک شاعر نے میٹرو بس کے بارے میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

میٹرو بس چل پڑی لاہور میں
تیزی سی کچھ آ گئی لاہور میں
سارا عالم دیکھ کر حیران ہے
انتہائے دوستی لاہور میں
میٹرو بس کا عجوبہ دیکھنے
ساری خلقت آ گئی لاہور میں

میٹرو بس سسٹم کے لیے ہمارے دوست ملک ترکی نے بھرپور معاونت کی ہے۔ میٹرو بس کا منصوبہ واقعی پاکستان اور ترکی کی دوستی کی روشن مثال ہے۔

صبح وشام سیر کی عادت

سیر انسان کو تروتازہ کر دیتی ہے۔ اس لیے کچھ لوگ صبح یا شام کے وقت پارک کی سیر ضرور کرتے ہیں۔ سیر کے شوقین کچھ لوگ، صبح کے وقت بھی سیر کرتے ہیں اور شام کو بھی۔ مجھے بھی صبح وشام سیر کرنے کا شوق ہے۔ اس کا سبب میرے ابّو ہیں۔ میرے ابّو روزانہ صبح سویرے اٹھتے ہیں، نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتے ہیں۔ میں بھی ہر روز ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ نماز پڑھنے کے بعد ہم دونوں مسجد کے قریب ہی واقع ایک پارک میں سیر کے لیے چلے جاتے ہیں۔ اس پارک میں بہت سے مرد، عورتیں، بچّے اور بوڑھے سیر اور ورزش کے لیے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔

میں اپنے ابّو کے ساتھ پورے پارک کے تین چکر لگاتا ہوں۔ ایک چکر تقریباً دو کلومیٹر کا ہوتا ہے۔ یوں میں تین چکر لگا کر دراصل چھے کلومیٹر کی سیر کرتا ہوں۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا، مجھے تروتازہ اور شاداب کر دیتی ہے۔ گھر پہنچ کر میں سکول کی تیاری کرتا ہوں اور سکول چلا جاتا ہوں۔

میرے ابّو تین بجے دفتر سے آجاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد وہ ایک گھنٹا آرام کرتے ہیں۔ پھر مجھے اپنے ساتھ لے کر اسی پارک میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس پارک کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بنا ہوا واکنگ ٹریک (Walking Track) بہت خوب صورت ہے۔ اس پر آپ ہی آپ چلنے کو جی چاہتا ہے۔ اس لیے آپ جتنے چاہے چکر کاٹ لیں، آپ تھکیں گے نہیں۔ شام کے وقت یہاں بہت سے لوگ سیر کے لیے آئے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت کم لوگ ہیں جو صبح کے وقت بھی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ شام کے وقت بہت سے لڑکے یہاں کرکٹ کھیل رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ یہاں شام کے وقت سیر کرتے ہوئے میرے سر میں زور سے گیند لگ گئی تھی۔ شارٹ مارنے والے کھلاڑی نے خود میرے پاس آ کر معذرت کی۔ مجھے اور میرے ابّو کو اسکے معذرت کرنے کی یہ عادت بہت اچھی لگی۔

صبح اور شام کی مسلسل سیر کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ میں اللہ کے فضل سے صحّت مند ہوں۔ کبھی بیمار نہیں ہوتا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ میں سکول سے چھٹی نہیں کرتا۔ یوں میں اپنی تعلیم پر مکمل توجہ دیتا ہوں۔ میرے استاد بھی میری تعریف کرتے ہیں۔ وہ دوسرے بچوں کو بھی صبح اور شام سیر کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔

تاریخی مقام کی سیر

اپریل کا مہینہ تھا۔ ہماری کلاس کے انچارج سجاد صاحب نے ہمیں یہ خوش خبری سنائی کہ سکول انتظامیہ نے پروگرام بنایا ہے کہ کل چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کے طلبہ جہانگیر کے مقبرے کی سیر کے لیے جائیں گے۔ یہ خوش خبری سنتے ہی طلبہ نے تالیاں بجائیں۔

دوسرے دن میں صبح اذان سے پہلے ہی بیدار ہو گیا اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں چلا گیا۔ واپس آکر ناشتہ کیا اور تیار ہو کر سکول پہنچ گیا۔ تینوں جماعتوں کے بچے رنگ برنگ لباسوں میں ملبوس گراؤنڈ میں تتلیوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بس آگئی۔ ہم سب طلبہ بس میں سوار ہو گئے۔ موسم بہت خوشگوار تھا۔

ہماری بس جب ریلوے اسٹیشن سے ہوتی ہوئی لاری اڈے پہنچی تو ایک بلند و بالا مینار دکھائی دیا۔ مینارِ پاکستان کو دیکھتے ہی قراردادِ پاکستان کی تصویر آنکھوں کے سامنے آگئی۔ مینارِ پاکستان کے قریب پہنچے تو بائیں طرف، بادشاہی مسجد کے مینار آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہماری بس راوی کے پل پر پہنچ گئی۔ بہت سے لوگ کشتیوں کی سیر کرتے نظر آئے۔

پُل پر ٹریفک رینگ رہی تھی۔ ہماری بس بھی رینگتی ہوئی جہانگیر کے مقبرے تک پہنچ گئی۔ ہمارے استادِ محترم بس سے اُترے اور ٹکٹ لینے کے لیے مقبرے کے بڑے دروازے کی طرف بڑھے۔ جب ٹکٹ دکھا کر مقبرے میں داخل ہوئے تو سامنے بڑے بڑے گراؤنڈ دکھائی دیے۔ ہر طرف سبزے کی چادریں بچھی ہوئی تھیں۔ لوگ ٹولیوں کی صورتوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بچے تتلیوں کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ نوجوان کرکٹ کھیل رہے تھے۔

جہانگیر اکبر بادشاہ کا بیٹا تھا۔ جہانگیر بہت انصاف پسند بادشاہ تھا۔ مقبرے کی طرف جانے کے لیے ایک شان دار

اور بڑے دروازے سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ قلعے کے دروازے کی مانند ہے۔ دروازے میں سے گزر کر آگے بڑھیں تو ایک بہت بڑا باغ دکھائی دیتا ہے۔ اس باغ میں بڑے بڑے درخت ہیں۔ مقبرے کی طرف جانے والے راستے میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔

پھر ایک چبوترہ آتا ہے، جو سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس جگہ شہنشاہ جہانگیر ابدی نیند سو رہا ہے۔ مقبرے کا فرش سنگِ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ قیمتی پتھروں کے اوپر خوبصورت بیل بوٹے دکھائی دیتے ہیں۔ قبر کی دونوں جانب اللہ تبارک تعالیٰ کے ننانوے نام کندہ ہیں۔ مقبرے کے چار مینار ہیں۔ راوی کے پُل سے یہ مینار بہت خوب صورت لگتے ہیں۔ مقبرے کی سیر کرتے ہوئے ہمیں خوب بھوک لگ چکی تھی۔ ہم نے ایک صاف ستھری جگہ پر چادریں بچھائیں۔ قیمے والے نان اور دہی کے ڈونگے ہمارے سامنے آئے تو بھوک اور چمک اٹھی۔ کھانے کے بعد پھل کھائے گئے۔

کھانے کے بعد تمام طلبہ کھیل کود میں مصروف ہو گئے۔ شام ہو رہی تھی۔ ہم سب اس وقت بس میں سوار ہو کر گھر آ گئے۔ یہ میرے لیے زندگی کی ایک یادگار سیر تھی۔